۱۱۔ وطن کے محافظ مراٹھے

شاہو مہاراج نے باجی راؤ کی موت کے بعد ان کے بیٹے بالاجی باجی راؤ عرف نانا صاحب کو پیشوائی کی خلعت عطا کی۔ نادر شاہ کے حملے کے بعد دہلی میں افرا تفری مچی ہوئی تھی۔ ایسے حالات میں انھوں نے شمالی بھارت میں مراٹھا طاقت کو مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ اس زمانے میں احمد شاہ ابدالی نے پانی پت میں مراٹھوں کے سامنے مشکلات کھڑی کر دیں۔ اس سبق میں ہم ان واقعات سے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

شمالی بھارت کے حالات :

ایودھیا کے شمال مغرب سے متصل ہمالیہ کے دامن میں جو علاقہ تھا اسے اٹھارہویں صدی میں روہیل کھنڈ کہا جاتا تھا۔ افغانستان سے آنے والے پٹھان یہاں بس گئے تھے۔ انھیں روہیلے کہا جاتا تھا۔ گنگا جمنا ندیوں کے دوآبہ علاقے میں انھوں نے دھوم مچا رکھی تھی۔ ان کی روک تھام کے لیے ایودھیا کے نواب نے مراٹھوں کو دعوت دی۔ مراٹھوں نے ان افغانوں کی سرکوبی کی۔

افغانوں سے مقابلہ :

افغانستان کے بادشاہ احمد شاہ ابدالی کو بھارت کی دولت یہاں کھینچ لائی۔ انھوں نے ۱۷۵۱ء میں پنجاب پر حملہ کیا۔ اس زمانے میں مغل علاقوں میں افرا تفری مچی ہوئی تھی جس کی وجہ سے مغلوں کو ابدالی کے حملے کا خوف محسوس ہوتا تھا۔ ایسی حالت میں اپنے تحفّظ کے لیے انھیں مراٹھوں سے مدد لینا ضروری محسوس ہوا۔ بادشاہ کو مراٹھوں کی طاقت اور ایمان داری پر بھروسا تھا۔ دہلی کی حفاظت کے لیے مراٹھوں کے علاوہ دوسری کوئی بڑی طاقت میدان میں تھی بھی نہیں۔ اس لیے بادشاہ نے اپریل ۱۷۵۲ء میں مراٹھوں سے ایک معاہدہ کیا جس کے تحت مراٹھوں نے مغلیہ حکومت کو روہیلوں، جاٹوں، راجپوتوں، افغانوں وغیرہ دشمنوں سے بچانا منظور کر لیا۔ بدلے میں مراٹھوں کو نقد رقم دی جانی تھی۔ اس کے علاوہ انھیں پنجاب، ملتان، راجپوتانہ، سندھ اور روہیل کھنڈ کے علاقوں سے چوتھائی وصول کرنے کا اختیار بھی حاصل ہوا۔ ساتھ ہی انھیں اجمیر اور آگرہ جیسے علاقوں کی صوبیداری بھی دی گئی۔

اس معاہدے کے مطابق چھترپتی کی جانب سے پیشوا نے شندے - ہولکر کی فوجوں کو دہلی کی حفاظت کے لیے روانہ کیا۔ مراٹھوں نے دہلی کی طرف کوچ کیا۔ یہ خبر ملتے ہی احمد شاہ ابدالی اپنے وطن واپس لوٹ گئے۔ مراٹھے منزلیں طے کرتے ہوئے دہلی پہنچے۔ مراٹھوں کی وجہ سے ابدالی کی شکل میں آنے والی مصیبت ٹل گئی اس لیے بادشاہ نے انھیں مغلوں کے صوبوں میں چوتھائی وصول کرنے کا حق دے دیا۔ ان صوبوں میں کابل، قندھار اور پیشاور بھی شامل تھے۔ پہلے یہ صوبے مغلیہ سلطنت کا حصہ تھے۔ اب وہ صوبے ابدالی کے افغانستان میں تھے۔ معاہدے کے مطابق ابدالی سے وہ صوبے جیت کر مغلیہ حکومت میں شامل کرنا مراٹھوں کا فرض تھا۔ جبکہ ابدالی کی خواہش تھی کہ کم از کم پنجاب کا علاقہ افغانوں کے زیر اقتدار لایا جائے۔ اس لیے کبھی نہ کبھی مراٹھوں اور ابدالی کا ٹکراؤ اٹل تھا۔

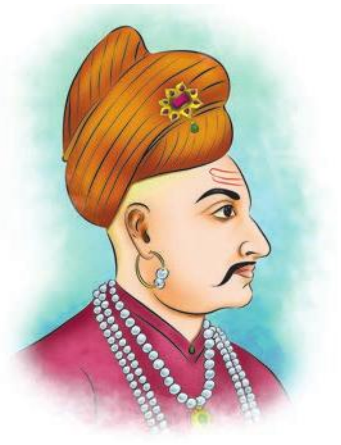

پیشوا نانا صاحب

نانا صاحب پیشوا کے بھائی رگھوناتھ راؤ، جیاپّا شندے اور ملھار راؤ ہولکر کو اپنے ساتھ لے کر شمالی بھارت میں ابدالی سے مقابلہ کرنے کی مہم پر نکلے۔ شمالی ہند کے مقامی حکمرانوں کے زاویۂ نگاہ سے جنوب سے آئے مراٹھے ان کی مقابل قوت تھے۔ مراٹھوں

کے وسیع نظریے کو نہ سمجھتے ہوئے یہ لوگ ان کی مدد کرنے کی بجائے غیر جانبدار رہے۔ دہلی کے دربار میں مراٹھوں کی بالادستی اور مداخلت شمالی بھارت کے مقامی حکمرانوں کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی لیکن سورج مَل جاٹ اور رانی کشوری نے پانی پت کی لڑائی میں زخمی مراٹھوں کی مدد کی۔

اسی طرح شمال میں چند شدت پسند مراٹھوں کو بیرونی حملہ آور محسوس کرتے تھے۔ وہ بھی مراٹھوں کے وسیع نظریے کو سمجھنے سے قاصر رہے اور مراٹھوں کی بالادستی کو ختم کرنے کے لیے ابدالی کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ اُنھیں اُمید تھی کہ ابدالی مراٹھوں کو شکست دے کر انھیں جنوب میں نرمدا پار کھدیڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

اٹک پر مراٹھوں کا پرچم لہرایا : نجیب خاں روہیلوں کے سردار تھے۔ شمالی ہند میں مراٹھوں کی بالادستی ان سے برداشت نہیں ہوتی تھی۔ نجیب خان کے کہنے پر احمد شاہ ابدالی نے بھارت پر دوبارہ حملہ کیا۔ بھارت پر یہ ان کا پانچواں حملہ تھا۔ انھوں نے دہلی فتح کر لی۔ یہاں کی دولت سمیٹ کر وہ افغانستان لے گئے۔ رگھوناتھ راؤ اور ملہار راؤ ہولکر دوبارہ شمالی بھارت پہنچے۔ انھوں نے دہلی پر قبضہ کرکے پنجاب سے ابدالی کے افسران کو نکال باہر کیا۔ ابدالی کے فوجیوں کا پیچھا کرتے ہوئے مراٹھے ۱۷۵۸ء میں اٹک تک جا پہنچے۔ اٹک کا علاقہ موجودہ پاکستان میں ہے۔ اٹک پر انھوں نے مراٹھا پرچم لہرا دیا۔ اس کے بعد مراٹھوں نے اٹک سے آگے پیشاور پر حملہ کرنے کی ٹھانی لیکن وہ اپنے قبضے میں آنے والے علاقوں کا انتظام ٹھیک طرح سے نہیں کر پائے۔

دتّا جی کی بہادری : پنجاب پر اپنی پکڑ مضبوط کرنے اور نجیب خان کو شکست دینے کے لیے پیشوا نے دتّا جی شندے اور جنکوجی شندے کو شمالی بھارت کی طرف روانہ کیا۔ دتا جی شمال کی طرف گئے۔ نجیب خان نے دتّا جی کو بات چیت میں اُلجھا لیا اور احمد شاہ ابدالی سے اپنی مدد کی درخواست کی۔ نجیب خان کا پیغام ملتے ہی ابدالی پھر بھارت آن پہنچے۔ احمد شاہ ابدالی اور دتّا جی جمنا کے براڑی گھاٹ پر آمنے سامنے آ گئے۔ زوردار لڑائی ہوئی۔ دتّا جی نے غیر معمولی بہادری دکھائی لیکن اس لڑائی میں وہ کام آ گئے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

دتّا جی نے جم کر بہادری دِکھائی لیکن آخر کار وہ زخمی ہو کر میدانِ جنگ میں گر پڑے۔ نجیب خان روہیلا کے مشیر قطب شاہ اپنے ہاتھی سے اُتر کر زخمی دتّا جی کے قریب آئے۔ انھوں نے دتّا جی سے پوچھا ''کیوں پٹیل جی! ہمارے ساتھ تم اور بھی لڑوگے؟'' دتّا جی زخمی حالت میں تھے لیکن قطب شاہ کے الفاظ سنتے ہی انھوں نے پُرعزم جواب دیا، ''ہاں، بچیں گے تو اور بھی لڑیں گے۔''

سداشیو راؤ بھاؤ : احمد شاہ ابدالی کو شکست دینے کے لیے نانا صاحب نے اپنے چچیرے بھائی سداشیو راؤ بھاؤ اور بڑے بیٹے وشواس راؤ کو شمال کی طرف روانہ کیا۔ سداشیو راؤ، چیما جی اپّا کے بیٹے تھے۔ ان کے ساتھ ایک بڑی فوج اور بڑا توپ خانہ تھا۔ ابراہیم خان گاردی ان کے توپ خانے کے سربراہ تھے۔ اس توپ خانے کے بل بوتے پر انھوں نے ۱۷۶۰ء میں لاتور ضلع کے اُدگیر کی لڑائی میں نظام کو شکست دی تھی۔

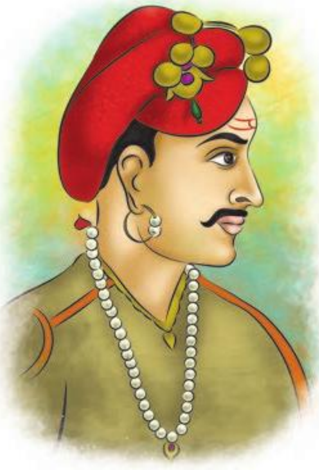

سداشیو راؤ بھاؤ

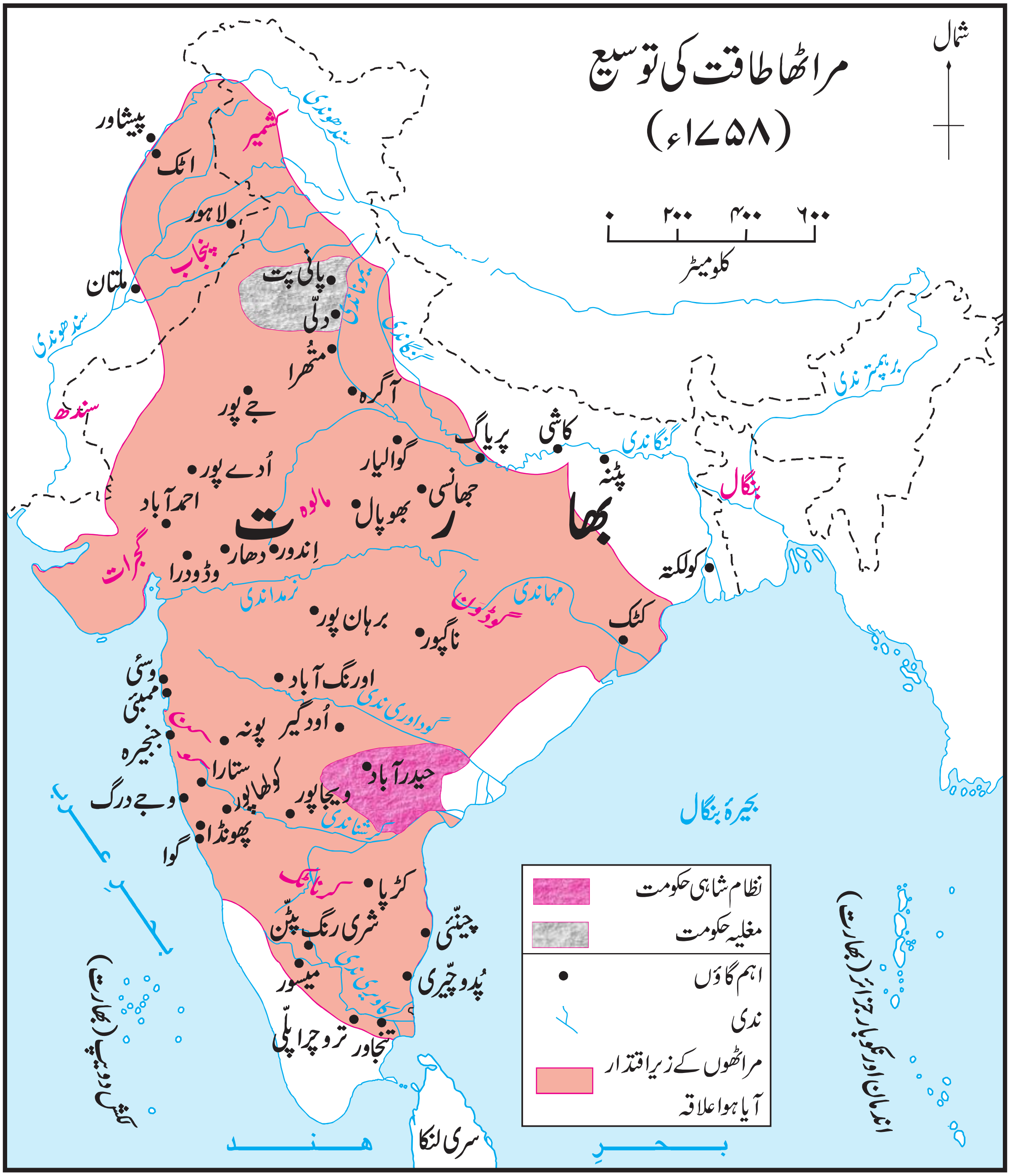

مراٹھا طاقت کی توسیع (۱۷۵۸ء)

شمال
۰ ۲۰۰ ۴۰۰ ۶۰۰
کلومیٹر
پیشاور
اٹک
کشمیر
سندھو ندی
لاہور
پنجاب
ملتان
پانی پت
دلّی
جمنا ندی
متھرا
گنگا ندی
آگرہ
جے پور
سندھ
پریاگ
کاشی
گنگا ندی
پٹنہ
برہمپترا ندی
بنگال
گوالیار
اُدے پور
جھانسی
احمد آباد
مالوہ
بھوپال
بھارت
اندور
دھار
وڈودرا
گجرات
کولکتہ
نرمدا ندی
مہاندی
گونڈوَن
کٹک
برہان پور
ناگپور
وسئی
ممبئی
اورنگ آباد
گوداوری ندی
جنجیرہ
پونہ
اُدگیر
ستارا
کولھاپور
حیدرآباد
وجے درگ
وجاپور
کرشنا ندی
پھونڈا
گوا
بحیرۂ عرب
بحیرۂ بنگال
کڑپا
سرناٹک
شری رنگ پٹن
چینّئی
میسور
کاویری ندی
پُدوچیری
تروچراپلی
تنجاور
لکش دویپ (بھارت)
انڈمان اور نکوبار جزائر (بھارت)
سری لنکا
بحرِ ہند
نظام شاہی حکومت
مغلیہ حکومت
اہم گاؤں
ندی
مراٹھوں کے زیر اقتدار آیا ہوا علاقہ

پانی پت کی جنگ: شمال کی مہم کے دوران سداشیو راؤ بھاؤ نے دہلی پر فتح حاصل کر لی۔ اس کے بعد مراٹھا فوج اور ابدالی کی فوج پانی پت کے میدان میں آمنے سامنے آئی۔ ۱۴/ جنوری ۱۷۶۱ء کو مراٹھوں نے ابدالی پر حملہ کرکے لڑائی کا آغاز کیا۔ یہ پانی پت کی تیسری جنگ تھی۔ جنگ میں وشواس راؤ بندوق کی گولی لگنے سے مارے گئے۔ سداشیو راؤ کو یہ بات معلوم ہوتے ہی وہ بے قابو ہوکر دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ جنگ کی افراتفری میں وہ کہیں کھو سے گئے۔ اپنے سپہ سالار کو میدان میں نہ پاکر مراٹھا فوج کی ہمت کمزور ہوگئی۔ اسی دوران ابدالی کی محفوظ اور تازہ دم فوج نے مراٹھوں پر زوردار حملہ کیا۔ مراٹھوں کو شکست ہوگئی۔ مہاراشٹر کی ایک مکمل نوجوان نسل ختم ہوگئی۔ بے شمار بہادر سرداروں نے اپنی جان گنوادیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پانی پت کی جنگ میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ لوگ مارے گئے۔ ایک خط کا علامتی بیان کچھ یوں ہے:

”دو موتی برباد ہوگئے، ستائیس مہریں گم ہوگئیں اور روپے اور خُردہ (ریزگاری) کتنا ضائع ہوا اس کا کوئی شمار ہی نہیں۔“

غیر ملکی ابدالی کو یہاں حکومت کرنے کا کوئی اخلاقی حق نہیں اس نقطۂ نظر کے تحت مراٹھے ابدالی سے لڑے۔ سداشیو راؤ بھاؤ نے شمالی بھارت کے تمام مقامی حکمرانوں کو خط لکھ کر سمجھانے کی کوشش کی کہ آخر ہم سب ایک ہی ملک کے باسی ہیں اور ابدالی بیرونی حملہ آور ہے۔ لیکن انھیں موافق تائید حاصل نہیں ہوئی۔ دیگر مقامی حکمراں مراٹھوں کی حمایت نہ کرنے پر اٹل رہے۔ فطری طور پر بھارت کے تحفظ کی ذمہ داری تنہا مراٹھوں پر آن پڑی۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ سب سے پہلے مراٹھوں ہی نے یہ تصور پیش کیا کہ بھارت ایک ملک ہے اور اس کا راجا کسی بھی مذہب کا ہو، تمام لوگوں نے اس کی حمایت کرنا چاہیے۔

پیشوا مادھوراؤ : نانا صاحب پیشوا کی موت کے بعد ان کا بیٹا مادھوراؤ پیشوا بنا۔ مادھوراؤ نے اپنے دور میں نظام اور حیدر علی کو قابو میں کیا۔ انھوں نے شمال میں مراٹھوں کا تسلط دوبارہ قائم کیا۔

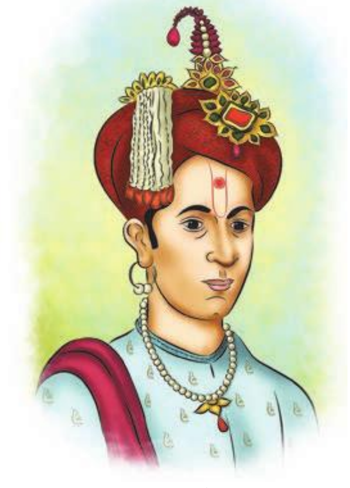

پیشوا مادھوراؤ

پانی پت میں مراٹھوں کی شکست کے بعد نظام نے دوبارہ ان کی مخالفت میں کارروائیاں شروع کردیں۔ اُنھوں نے مراٹھا علاقوں پر حملہ کیا لیکن مادھوراؤ نے پیٹھن کے قریب راکشس بُھوَن کے مقام پر انھیں شکست دے دی۔

حیدر علی میسور کے سلطان تھے۔ پانی پت کی جنگ میں مراٹھوں کی شکست کا فائدہ اُٹھا کر انھوں نے کرناٹک میں مراٹھوں کے علاقوں پر حملے کیے لیکن مراٹھوں نے سری رنگا پٹن کے قریب موتی تالاب کے مقام پر انھیں شکست دے دی۔ اس کے بعد حیدر علی نے تنگ بھدرا ندی کے شمالی علاقے مراٹھوں کے حوالے کرنا منظور کرلیا۔

۱۷۷۲ء میں مادھوراؤ کی موت ہوگئی۔ مراٹھوں کی تاریخ میں ایک ایمان دار، محنتی، دُھن کا پکا اور رعایا کی فلاح چاہنے والا حاکم کے طور پر ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس فرض شناس پیشوا کی موت کی وجہ سے مراٹھوں کی سلطنت کا بے حد نقصان ہوا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

پیشوا مادھوراؤ نے کسانوں کی فلاح و بہبود پر خصوصی توجہ دی۔ انھوں نے ہی کنویں کھدوا کر پونہ کی پانی کی رسد میں اضافہ کیا۔ ان کے دور میں نانا فرنویس جیسے منتظم اور رام شاستری پربھُونے جیسے انصاف پسند منصف ہوگزرے ہیں۔ رعایا کو انصاف دینے کے لیے انھوں نے انصاف رسانی کے شعبے میں اصلاحات کیں۔ توپیں اور اسلحہ بارود بنانے کے کارخانے قائم کیے۔ سکے ڈھالنے کے لیے ٹکسالوں کا انتظام کیا۔

پیشوا مادھوراؤ کے بعد تخت نشین ہونے والے نارائن راؤ اور سوائی مادھوراؤ، یہ دونوں پیشوائی کے تخت پر زیادہ عرصے تک نہ رہ سکے۔ اس کے علاوہ ان دونوں کے زمانے میں پیشوائی کو گھریلو جھگڑوں نے نگل لیا۔ اٹک پر مراٹھا پرچم لہرانے والا رگھوناتھ راؤ اقتدار کی لالچ میں انگریزوں کی پناہ میں چلا گیا جس کی وجہ سے انگریزوں اور مراٹھوں میں لڑائی ہوئی۔

۱۷۸۲ء میں حیدر علی کا انتقال ہوگیا۔ حیدر علی کے بعد ان

کے بیٹے ٹیپو میسور کے سلطان بنے۔ ٹیپو سلطان ایک قابل جرنیل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عالم اور شاعر بھی تھے۔ اپنی شخصی قابلیت کے زور پر انھوں نے اپنی ریاست کے غلے میں اضافہ کیا۔ انھوں نے فرانسیسیوں سے دوستی کر کے انگریزوں کی بالادستی کو ختم کرنے کی ابتدا کی۔ ۱۷۹۹ء میں انگریزوں سے جنگ کرتے ہوئے وہ شہید ہوگئے۔

مراٹھا اقتدار کی بالادستی کا دوبارہ قیام :

پانی پت کی شکست کے بعد شمالی بھارت میں مراٹھوں کے وقار کو زبردست نقصان پہنچا تھا۔ شمال میں اپنا اقتدار دوبارہ قائم کرنے کے لیے مادھوراؤ نے مہادجی شندے، تکوجی ہولکر، رام چندر کاناڈے اور وِساجی پنت بِنی والے جیسے سرداروں کو روانہ کیا۔ مراٹھا فوج نے جاٹ، روہیلے اور راجپوتوں کو شکست دی۔ بادشاہ شاہ عالم کو مراٹھوں نے اپنی پناہ میں لے کر اسے دہلی کے تخت پر بٹھایا۔ شمالی بھارت میں مراٹھوں کی ساکھ دوبارہ قائم ہوگئی۔

پانی پت کی لڑائی میں مراٹھوں کو بہت نقصان اُٹھانا پڑا۔ ابدالی کی فوج نے بھی نقصان اُٹھایا۔ پانی پت کی فتح میں مالی فائدہ زیادہ نہ ہونے کی وجہ سے ابدالی یا اُن کے وارثوں میں سے کسی نے دوبارہ بھارت پر حملہ کرنے کی ہمت نہیں کی۔ بلکہ اس بات کے پیشِ نظر کہ شمالی بھارت کی سیاسی افراتفری پر قابو پانے کی طاقت صرف مراٹھوں ہی میں ہے، انھوں نے یہ خواہش کی کہ وہاں کی بادشاہی کو مراٹھے ہی سنبھالیں۔ انھوں نے بھائی چارہ قائم کرنے کے لیے پونہ دربار میں اپنا سفیر بھی بھیجا۔ یہ ایک اہم بات ہے کہ مراٹھوں نے پانی پت کی شکست کو ہضم کرتے ہوئے شمالی بھارت کی سیاست میں خود کو دوبارہ مضبوط کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ اس کامیابی میں ملہار راؤ ہولکر، اہلیا بائی ہولکر اور مہادجی شندے کا اہم کردار رہا۔

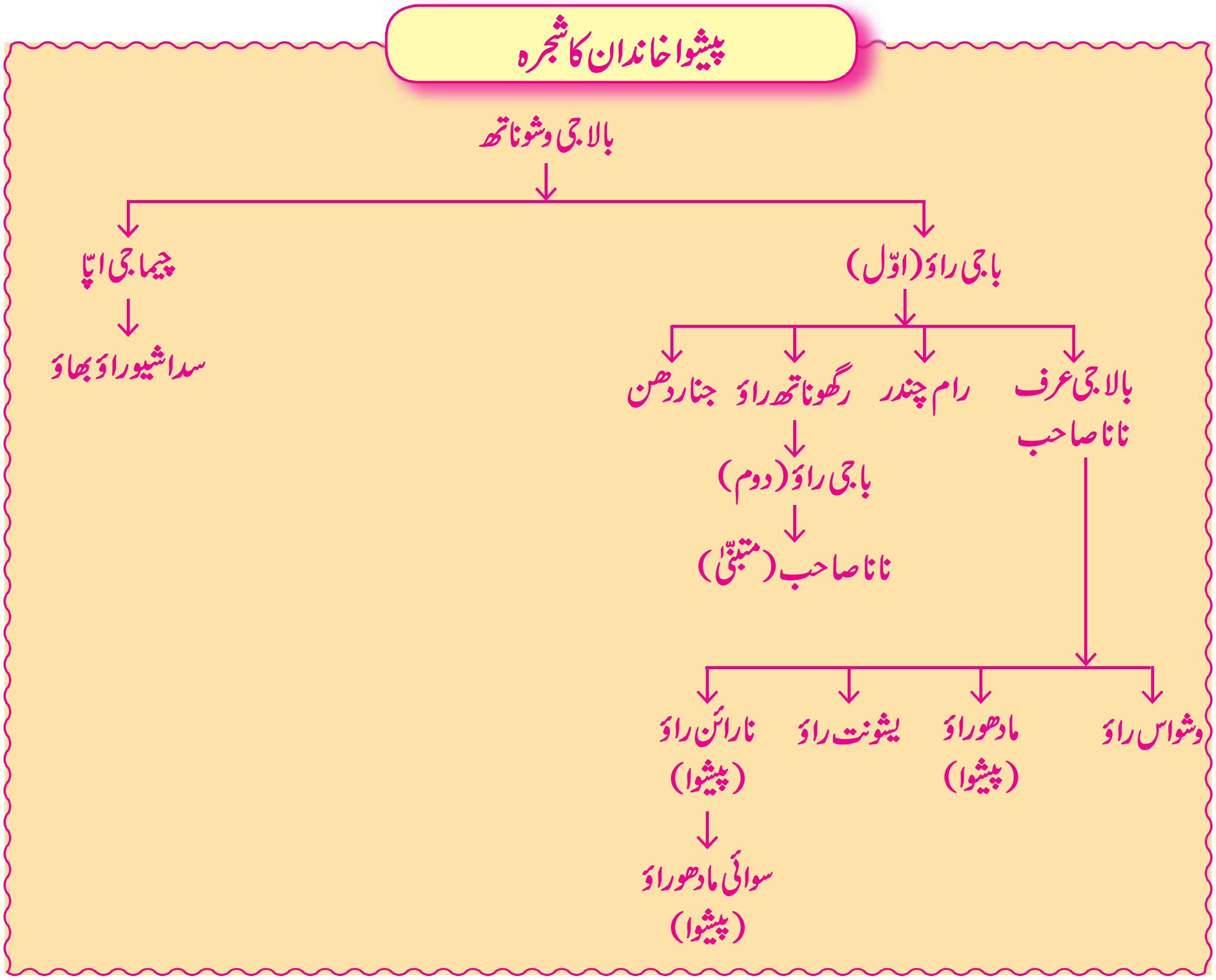

پیشوا خاندان کا شجرہ

بالاجی وشوناتھ
باجی راؤ (اوّل)
چیماجی اپّا
سداشیوراؤ بھاؤ
بالاجی عرف نانا صاحب
رام چندر
رگھوناتھ راؤ
جناردھن
باجی راؤ (دوم)
نانا صاحب (متبنّیٰ)
وشواس راؤ
مادھوراؤ (پیشوا)
یشونت راؤ
نارائن راؤ (پیشوا)
سوائی مادھوراؤ (پیشوا)

مشق

(۱) پہچانیے کون؟

۱۔ افغانستان سے آنے والے ....

۲۔ ہمالیہ کے دامن میں بس جانے والے ....

۳۔ نانا صاحب پیشوا کا بھائی ....

۴۔ متھرا کے جاٹوں کا سردار ....

۵۔ پیٹھن کے قریب راکشس بھُون کے مقام پر نظام کو شکست دینے والا ....

(۲) مختصر نوٹ لکھیے :

۱۔ اٹک پر مراٹھوں کا پرچم لہرایا

۲۔ افغانوں سے لڑائی

۳۔ پانی پت کی لڑائی کا انجام

(۳) زمانی ترتیب میں لکھیے :

۱۔ راکشس بھُون کی لڑائی

۲۔ ٹیپو سلطان کا انتقال

۳۔ پیشوا مادھوراؤ کی موت

۴۔ پانی پت کی لڑائی

۵۔ بُراڑی گھاٹ کی لڑائی

(۴) مندرجہ ذیل سے اس سبق میں مذکور شخصیات کے نام تلاش کرکے لکھیے :

ش	ب	ب	ا	ج	ی	ر	ا	و	ر
ا	ح	م	د	ش	ا	ہ	س	ی	گھ
ق	ع	س	و	ر	ج	م	ل	ا	و
ک	ش	و	ر	ی	ن	ج	ی	ب	ن
س	ی	م	چ	ی	م	ا	ج	ی	ا
م	ا	دھ	و	ر	ا	و	خ	ظ	تھ
ٹ	ی	پ	و	س	ل	ط	ا	ن	ڑ

سرگرمی :

انٹرنیٹ کی مدد سے پانی پت کی لڑائی کی معلومات حاصل کرکے اسے اپنی جماعت میں پیش کیجیے۔

***

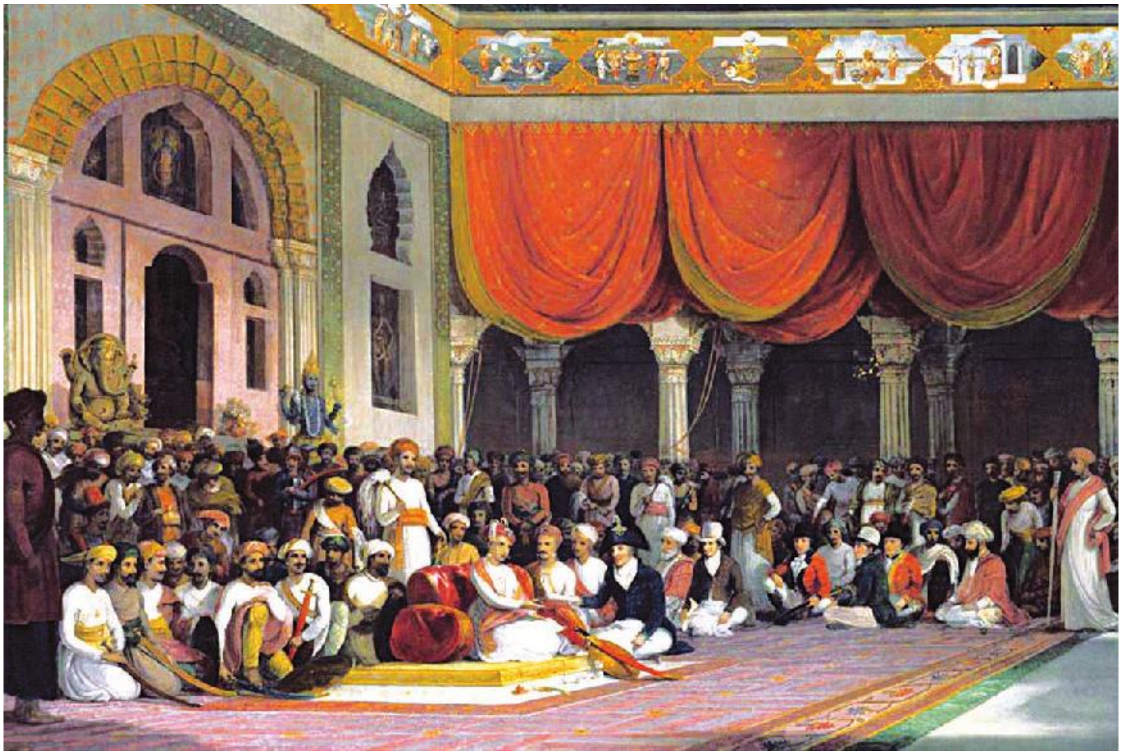

سوائی مادھوراؤ پیشوا کا دربار

۱۲۔ سامراج کی پیش قدمی

اب تک ہم نے مراٹھا اقتدار کے عروج اور توسیع کا مطالعہ کیا۔ سوراج کے قیام میں سامراج تک کا سفر کیسے طے ہوا اس سے متعلق معلومات حاصل کی۔ اس سبق میں ہم شمالی ہند میں مراٹھوں کے سامراج کی توسیع کے لیے مراٹھا سرداروں نے جو اہم خدمات انجام دیں، ان کا مختصراً جائزہ لیں گے۔

اندور کے ہولکر : اندور کے ملھار راؤ ہولکر اقتدار کے بانی تھے۔ انھوں نے طویل عرصے تک مراٹھا حکومت کی خدمت کی۔ وہ گوریلا جنگ کے ماہر تھے۔ باجی راؤ اوّل اور نانا صاحب پیشوا کے دور میں انھوں نے شمالی بھارت میں بہادری کے جوہر دِکھائے تھے۔ مالوہ اور راجپوتانہ میں مراٹھوں کی بالادستی قائم کرنے میں ان کا اہم کردار تھا۔ پانی پت کی جنگ کے بعد شمالی بھارت میں مراٹھوں کی شان و شوکت کو دوبارہ جلا بخشنے میں انھوں نے مادھوراؤ پیشوا کی بہت مدد کی تھی۔

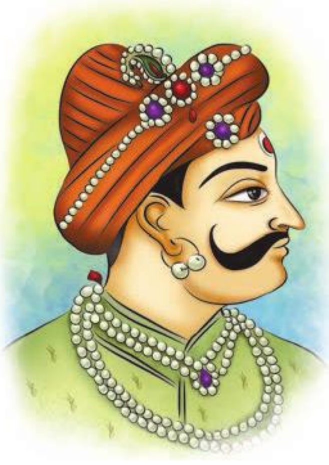

ملھار راؤ ہولکر

اہلیا بائی، ملھار راؤ کے بیٹے کھنڈے راؤ کی بیوی تھیں۔ کُمبھیر کی لڑائی میں کھنڈے راؤ کی موت واقع ہوگئی۔ کچھ عرصے بعد ملھار راؤ کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد اندور کے انتظامِ حکومت کی ذمہ داری اہلیا بائی کے ہاتھوں میں آ گئی۔ وہ ایک بہترین سفارت کار اور عمدہ منتظم تھیں۔ انھوں نے نئے قانون بنا کر لگان اور محصول کی وصول یابی جیسے معاملات درست کیے۔ انھوں نے غیر مزروعہ زمینوں کو زیرِ کاشت لانے، کسانوں کے لیے کنویں کھدوانے، تالاب تلیّوں کی تعمیر اور صنعت وحرفت کے ارتقا کے لیے بڑی کوششیں کیں۔ بھارت کی چاروں سمتوں میں واقع اہم مذہبی مقامات پر انھوں نے منادر، گھاٹ، خانقاہیں، دھرم شالائیں، پانی کی سبیلیں بنوائیں۔ ملک کے ثقافتی اتحاد کے لیے ان کی کوششیں بہت اہم تھیں۔ وہ خود لوگوں کے معاملات کے فیصلے کرتی تھیں۔ وہ سخی تھیں اور کتابوں سے محبت کرتی تھیں۔ انھوں نے مسلسل اٹھائیس برس تک بڑے استحکام کے ساتھ حکومت کر کے شمالی بھارت میں مراٹھا اقتدار کے قد کو بلند کیا۔ ریاست میں امن و امان اور نظم و ضبط قائم کر کے رعایا کو خوش حال بنایا۔ مراٹھا شاہی کے زوال کے زمانے میں یشونت راؤ ہولکر نے حکومت بچانے کی کوشش کی۔

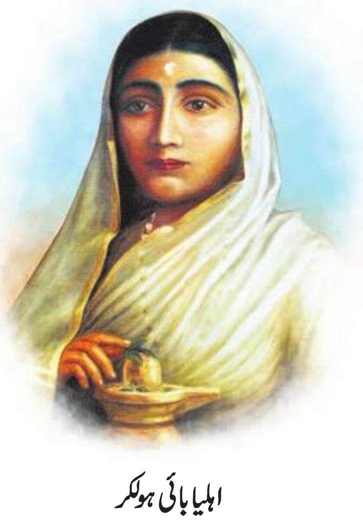

اہلیا بائی ہولکر

ناگپور کے بھوسلے : ناگپورکر بھوسلے خاندان کے پرسوجی بھوسلے کو شاہو مہاراج کے زمانے میں برار (ورہاڑ) اور گونڈوَن کے علاقے بطور جاگیر عطا کیے گئے تھے۔ ناگپورکر بھوسلے خاندان کے رگھوجی راؤ نہایت اہل، باصلاحیت اور بہادر شخص تھے۔ انھوں نے جنوبی بھارت میں ترِوچِراپلی اور ارکاٹ کے آس پاس کے علاقوں کو مراٹھا عمل داری کے تحت لانے میں اہم کردار نبھایا۔

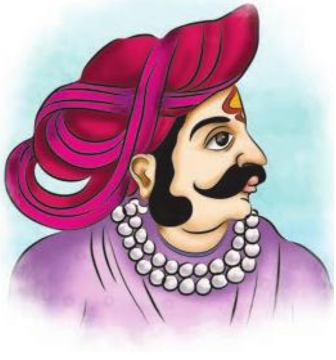

رگھوجی بھوسلے

شاہو مہاراج نے بنگال، بہار اور اوڈیشا صوبوں کی چوتھائی

وصول کرنے کے اختیار رگھوجی بھوسلے کو ہی دیے تھے۔ انھوں نے ان علاقوں کو مراٹھوں کے زیرِ اقتدار کرلیا۔ ۱۷۵۱ء میں ناگپورکر بھوسلوں نے اوڈیشا کا صوبہ علی وردی خان سے جیت لیا تھا جہاں ۱۸۰۳ء تک ان کا تسلط قائم رہا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مراٹھا ڈِچ : کولکاتا کے انگریز ناگپورکر بھوسلوں سے ڈرنے لگے تھے۔ مراٹھوں کے ممکنہ حملوں سے شہر کو بچانے کے لیے انھوں نے شہر کے اردگرد ایک خندق کھودی تھی جو مراٹھا ڈِچ کے نام سے مشہور ہوئی۔

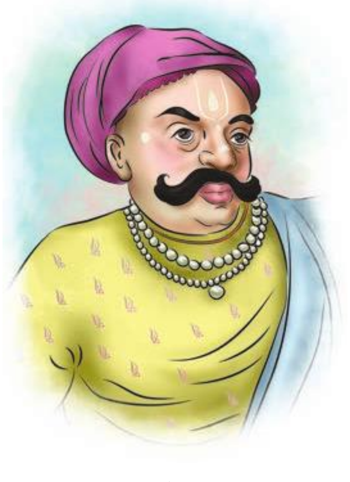
مہادجی شندے

گوالیار کے شندے : بڑے باجی راؤ نے شمالی بھارت میں رانوجی شندے کو ان کی فرض شناسی دیکھ کر سردار مقرر کیا۔ رانوجی کی موت کے بعد ان کے بیٹوں جے اپّا، دتّا جی اور مہادجی نے اپنی بہادری سے مراٹھوں کے اقتدار کو مضبوط کیا۔ مادھوراؤ پیشوا نے شندے خاندان کی سرداری مہادجی کو عطا کی۔ مہادجی ایک بہادر اور ماہر سفارت کار تھے۔ پانی پت کی شکست کے بعد شمالی بھارت میں مراٹھوں کی بالا دستی کو دوبارہ قائم کرنے میں انھوں نے اہم کردار ادا کیا۔ اُن کی سمجھ میں یہ بات آ گئی تھی کہ شمالی بھارت کے ہموار علاقوں میں گوریلا طریقۂ جنگ کارآمد نہیں ہوسکتا۔ اس لیے انھوں نے فرانسیسی فوجی ماہر ڈبائن کی رہنمائی میں اپنی فوج کی تربیت کی اور توپ خانہ سلیقے سے ترتیب دیا۔ اس منظّم فوج کے بل بوتے پر انھوں نے روہیلوں، جاٹوں، راجپوتوں اور بندیلوں کو شکست دی۔ پانی پت کی جنگ کے بعد مراٹھا قوت کو کمزور دیکھ کر انگریزوں نے دہلی کی سیاست میں حصہ لینا شروع کردیا۔ انھوں نے صوبۂ بنگال کے سول (غیرفوجی) معاملات کے اختیارات اپنے ہاتھوں میں لے لیے۔ ان کی خواہش تھی کہ دہلی کے بادشاہ کو اپنے قابو میں کرلیں۔ ان مخالف اور ناسازگار حالات میں مہادجی شندے نے انگریزوں کو شکست دے کر بادشاہ کو دوبارہ دہلی کے تخت پر بٹھایا۔ اُن کے کارنامے سے خوش ہوکر بادشاہ نے انھیں 'وکیل مطلق' کا عہدہ بخشا جس کے تحت انھیں شہری اور فوجی اختیارات حاصل ہوئے۔ انھوں نے کمسن پیشوا سوائی مادھوراؤ کی جانب سے یہ عہدہ قبول کیا۔ اس عہدے کی وجہ سے دہلی کی بادشاہت مکمل طور پر ان کے زیرِ اثر آ گئی۔ ڈوبتی ہوئی بادشاہت کو سنبھالنا آسان نہ تھا۔ مہادجی نے انتہائی ناسازگار حالات کے باوجود بڑے عزم و استقلال کے ساتھ ۱۷۸۴ء سے ۱۷۹۴ء تک دہلی کے کام کاج کو سنبھالا۔

نجیب خان کے وارث جو پانی پت کی لڑائی کے ذمہ دار تھے اب بھی روہیل کھنڈ میں شورشیں بلند کررہے تھے۔ نجیب خان کے نواسے غلام قادر نے لال قلعے پر قبضہ کرکے پیسوں کے لیے بادشاہ اور ملکہ کو ایذائیں پہنچائیں۔ بادشاہ کی آنکھیں نکلوا لیں اور خزانہ ہتھیا لیا۔ ایسی حالت میں مہادجی نے غلام قادر کو شکست دی اور لوٹا ہوا خزانہ اس سے واپس لے کر بادشاہ کے حوالے کیا۔ بادشاہ کو دوبارہ دہلی کے تخت پر بٹھایا۔ اس طرح مہادجی نے پانی پت کی لڑائی کے بعد مراٹھوں کے کھوئے ہوئے وقار کو بحال کیا۔ دہلی کے بادشاہ کو مراٹھوں کے زیرِنگیں کرکے بھارت کے سیاسی کاروبار کو انجام دیا۔

پیشواؤں کی گھریلو رنجشوں کی وجہ سے رگھوناتھ راؤ انگریزوں کی گود میں جا بیٹھا تھا۔ اس کا ارادہ انگریزوں کی مدد سے پیشوائی کا عہدہ حاصل کرنا تھا۔ مراٹھا سفارت کاروں کو یہ منظور نہ تھا۔ اس لیے مراٹھوں اور انگریزوں کے درمیان لڑائی یقینی تھی لیکن اس صورتِ حال سے یہ بات واضح ہوگئی تھی کہ دو بڑی طاقتوں یعنی مراٹھوں اور انگریزوں کے درمیان اس تصادم کے نتیجے ہی میں یہ

فیصلہ ہونا تھا کہ بھارت پر حکومت کون کرے گا۔

ممبئی سے انگریز بورگھاٹ کے راستے مراٹھوں پر حملہ آور ہوئے۔ مہادجی شندے کی قیادت میں مراٹھا فوج منظّم ہوگئی۔ مراٹھوں نے گوریلا طریقۂ جنگ اختیار کرتے ہوئے انگریزوں کو اناج کی رسد ملنے نہیں دی۔ دونوں فوجوں کا آمنا سامنا وڑگاؤں کے مقام پر یعنی آج کے پونہ ممبئی راستے پر ہوا۔ اس لڑائی میں انگریزوں کو شکست ہوئی اور انھیں مجبوراً رگھوناتھ راؤ کو مراٹھوں کے حوالے کرنا پڑا۔

۱۸۰۳ء تک دہلی پر مراٹھوں کا تسلط تھا۔ اگر یہ بات سمجھ لی جائے کہ انگریزوں نے مراٹھوں سے لڑکر بھارت کو فتح کرلیا تو ہمیں مہادجی شندے کے کارناموں کی اہمیت اور قدر و قیمت کا اندازہ ہوگا۔ دہلی کے اُمورِ سلطنت کا انتظام کرکے وہ پونہ آئے جہاں وانوڑی کے مقام پر ان کی موت ہوگئی۔ اس جگہ ان کی یاد میں ایک چھتری تعمیر کی گئی ہے۔

شندے چھتری، وانوڑی، پونہ

شندے، ہولکر اور بھوسلوں کی طرح چند دیگر اہم سرداروں نے بھی مراٹھا حکومت کی قابلِ ذکر خدمات انجام دیں۔ شیواجی مہاراج کے تعمیر کردہ بحری بیڑے کو باپ بیٹوں یعنی کانھوجی اور تلاجی آنگرے نے مضبوط کیا جس کے بل بوتے پر انھوں نے پرتگالیوں، انگریزوں اور سدّیوں کے بحری بیڑے والے اقتدار پر اپنی دھاک جمادی اور مراٹھا حکومت کے ساحلی حصے کی حفاظت کی۔

سپہ سالار کھنڈے راؤ دابھاڑے اور اس کے بیٹے ترمبک راؤ نے گجرات میں مراٹھا حکومت کی بنیاد رکھی۔ کھنڈے راؤ کی موت کے بعد اس کی بیوی اوما بائی نے احمد آباد میں مغل سردار کو شکست دی۔ وہاں کے قلعے کو فتح کیا۔ اس کے بعد گائیکواڑوں نے گجرات کے وڈودرا کو اپنی حکومت کا مرکز بنایا۔

مدھیہ پردیش کے دھار اور دیواس کے پواروں نے شمالی بھارت میں مراٹھا اقتدار کی توسیع میں شندے اور ہولکر کو بیش قیمت تعاون دیا۔

مادھو راؤ پیشوا کی موت کے بعد مراٹھوں کی حکومت میں ابتری پھیل گئی تھی۔ نانا فرنویس اور مہادجی شندے نے اس کی شیرازہ بندی کی۔ جس وقت مہادجی شندے شمالی بھارت میں مراٹھوں کا تسلط قائم کرنے میں مصروف تھے، اس دوران نانا فرنویس نے جنوبی بھارت میں سیاست کی کمان سنبھالی۔ اس کام میں پٹوردھن، ہری پنت پھڑکے، راستے جیسے سرداروں نے ان کی مدد کی جس کی وجہ سے جنوبی بھارت میں مراٹھوں کا تسلط قائم ہوا۔ اندور کے ہولکر، ناگپور کے بھوسلے، گوالیار کے شندے، وڈودرا کے گائیکواڑوں نے اپنی شجاعت، قیادت اور صلاحیت جیسے اوصاف کے ذریعے مراٹھا اقتدار کو وقار عطا کیا۔ مراٹھا اقتدار کے آخری مرحلے میں یہ لوگ ریڑھ کی ہڈی ثابت ہوئے۔

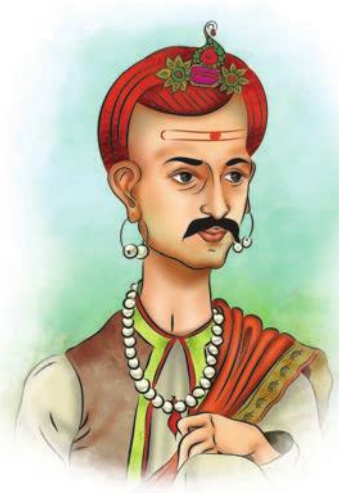

نانا فرنویس

شمالی اور جنوبی بھارت میں مراٹھوں کی حکومت قائم کرنے میں مراٹھا سرداروں کو کامیابی حاصل ہوئی۔ مہادجی شندے اور نانا فرنویس کی موت کے بعد مراٹھا اقتدار کے زوال کا آغاز ہوگیا۔ اس عہد میں رگھوناتھ راؤ کا بیٹا باجی راؤ دوم پیشوا تھا۔ وہ قائدانہ صلاحیتوں سے عاری تھا۔ اس کے برخلاف اس میں کئی خامیاں

تھیں۔ وہ مراٹھا سرداروں میں اتحاد قائم نہیں کرسکا۔ مراٹھا سرداروں میں پھوٹ پڑنے کی وجہ سے مراٹھوں کی حکومت اندرونی طور پر کھوکھلی ہوتی چلی گئی۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر شمالی اور جنوبی بھارت میں مراٹھوں کا رعب و دبدبہ کم ہوتا گیا اور مراٹھوں کی جگہ انگریزوں نے لے لی۔

انگریزوں نے ۱۸۱۷ء میں پونہ پر قبضہ کرکے وہاں برطانوی پرچم 'یونین جیک' لہرادیا۔ ۱۸۱۸ء میں سولاپور میں آشٹی کے مقام پر انگریزوں نے مراٹھوں کو شکست دی جس کی وجہ سے مراٹھا حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ یہ واقعہ بھارت کی تاریخ میں ایک بڑی تبدیلی کا سبب بنا۔ اس واقعے کے بعد انگریزوں نے بھارت کے اکثر علاقوں کو اپنے ماتحت کرلیا۔ مغربی دنیا کے ساتھ بھارت کے تعلقات میں اضافہ ہوا۔ اسی کے ساتھ بھارت کے انتظامِ معاشرہ میں بھی کئی تبدیلیاں ہوئیں۔ بہت سی پرانی اور روایتی باتیں دھندلا کر معدوم ہوگئیں۔ ایک بڑی تبدیلی آئی اور بھارت کی تاریخ کا عہدِ وسطیٰ اختتام پذیر ہوا اور ایک نئے عہد کا آغاز ہوا۔

مشق

(۱) ایک لفظ میں لکھیے:

۱۔ اندور کے اُمورِ حکومت کو سنبھالنے والا ....

۲۔ ناگپور کر بھوسلے خاندان کا سب سے زیادہ باصلاحیت اور بہادر شخص ....

۳۔ دہلی کے تخت پر بادشاہ کو دوبارہ بٹھانے والا ....

۴۔ جنوبی بھارت کے سیاسی اُمور کی دیکھ بھال کرنے والا ....

(۲) زمانی ترتیب کے لحاظ سے لکھیے:

۱۔ آشٹی کی لڑائی

۲۔ مراٹھوں کا اوڈیشا پر قبضہ

۳۔ انگریزوں نے پونہ پر یونین جیک لہرایا

(۳) آئیے، لکھیں:

۱۔ اہلیا بائی ہولکر کی خدمات

۲۔ مہادجی شندے کی کارکردگی

۳۔ گجرات میں مراٹھوں کی حکومت

(۴) مراٹھا حکومت کے زوال کے اسباب پر بحث کیجیے۔

سرگرمی:

مراٹھا حکومت کی توسیع کے لیے خدمات انجام دینے والے خاندانوں کے بارے میں تصویروں کے ساتھ معلومات جمع کرکے اپنے اسکول میں نمائش کا انعقاد کیجیے۔

***

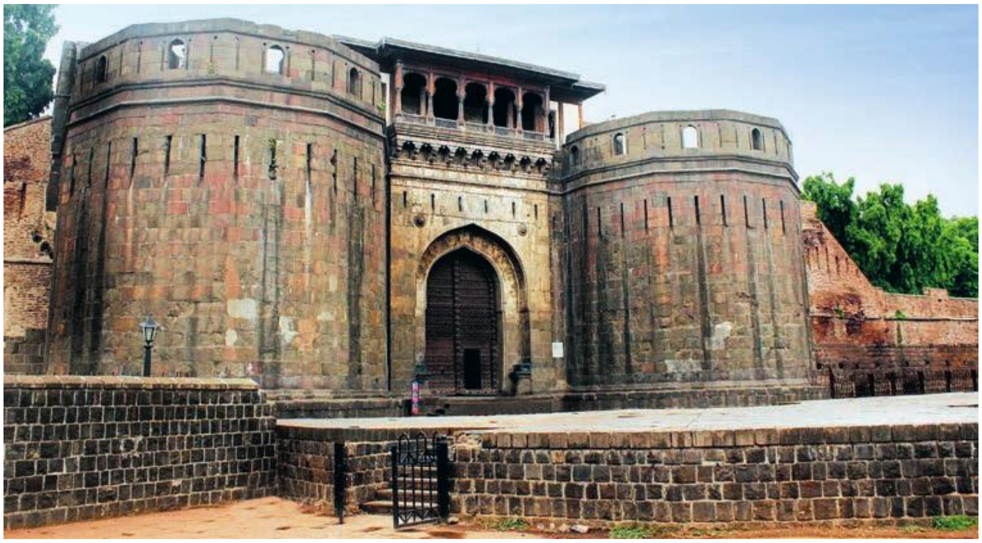

شنی وارواڑہ۔ پونہ

۱۳۔ مہاراشٹر کی سماجی زندگی

چھترپتی شیواجی مہاراج کا قائم کردہ ہندوی سوراج رعایا کی حکومت تھی۔ رعایا کی فلاح و بہبود، ظلم وزیادتی اور ناانصافی کی روک تھام اور مہاراشٹر دھرم کا تحفظ سوراج کے قیام کا اعلیٰ ترین مقصد تھا۔ شیواجی مہاراج کی موت کے بعد بھی پورے بھارت میں مراٹھا حکومت کی توسیع ہوئی۔ مراٹھوں کی حکومت تقریباً ۱۵۰/سال تک قائم رہی۔

ہم نے گزشتہ اسباق میں مراٹھا حکومت کے کام کاج کا مطالعہ کیا۔ اس سبق میں ہم اس عہد کی سماجی حالت اور عوامی زندگی سے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

سماجی حالت : زراعت اور زراعت پر مبنی پیشے پیداوار کے اہم ذرائع تھے۔ گاؤں کی حفاظت کی ذمہ داری پاٹل کی اور محصول وصول کرنے کی ذمہ داری کلکرنی کی ہوا کرتی تھی۔ پاٹل کو اس کی خدمت کے عوض زمین انعام میں دی جاتی تھی اور محصول میں سے کچھ حصہ بھی دیا جاتا تھا۔ بلوتے داروں کو ان کاموں کا مبادلہ اشیا اور اجناس کی شکل میں دیا جاتا تھا۔ دیہاتوں میں پیشے دو حصوں میں بٹے ہوئے تھے ؛ سیاہ اور سفید۔ سیاہ پیشے والے کسان اور سفید کام کرنے والے سفید پیشی کہلاتے تھے۔ گاؤں کے تمام معاملات آپسی سمجھ بوجھ سے انجام دینے اور متحدہ خاندان کے نظام پر کافی زور دیا جاتا تھا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

گاؤں میں لوہار، بڑھئی، کمھار، سنار وغیرہ بارہ بلوتے دار ہوا کرتے تھے۔ یہ بلوتے دار مبادلہ کاری کا کام کیا کرتے تھے۔

رسم ورواج : اس عہد میں بچپن کی شادی (بال وِواہ) کی رسم رائج تھی۔ ایک سے زیادہ بیویوں (کثیرالازدواجی) کا رواج تھا۔ بیواؤں کی دوبارہ شادی کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ مرنے کے بعد انسان کے جسم کی تجہیز و تکفین، تدفین اور ڈبونے کا طریقہ تھا۔

چھوٹی موٹی باتوں یا لڑائیوں کے آغاز کے لیے مہورت نکالا جاتا تھا۔ خوابوں اور شگونوں پر لوگوں کا یقین تھا۔ کسی دیوتا یا سیّارے کا عذاب نازل نہ ہو اس لیے اس کی عبادت کی جاتی اور خیر خیرات کی جاتی تھی۔ علم نجوم پر لوگوں کا بھروسا تھا۔ سائنسی طرزِ فکر کی کمی تھی اور علاج سے زیادہ تعویذ گنڈوں کو اہمیت حاصل تھی۔

رہن سہن : لوگوں کی اکثریت دیہاتوں میں رہا کرتی تھی۔ دیہات خود کفیل ہوا کرتے تھے۔ صرف نمک دوسرے مقاموں سے درآمد کیا جاتا تھا۔ کسانوں کی ضروریات محدود تھیں۔ کسان اپنے کھیتوں میں گیہوں، جوار، باجرہ، ناچنی، مکئی، چاول وغیرہ کی فصلیں اُگایا کرتے تھے۔ روزمرہ کی غذا میں روٹی، پیاز، چٹنی اور خشک اشیا شامل ہوا کرتی تھیں۔ آپسی کاروبار میں اجناس کے تبادلے کا طریقہ رائج تھا۔ گاوؤں میں گھر سادہ اور مٹی اینٹ سے بنائے جاتے تھے۔

شہروں میں ایک منزلہ اور دو منزلہ حویلیاں ہوا کرتی تھیں۔ امیروں کی غذا میں چاول، دال، چپاتی، سبزیاں، کچومر اور دودھ دہی سے تیار کی ہوئی اشیا شامل ہوا کرتی تھیں۔ دھوتی، کُرتا، انگرکھا اور پگڑی مردوں کے لباس ہوا کرتے تھے۔ عورتیں ساڑی چولی پہنا کرتی تھیں۔

تہوار اور تقریبات : لوگ گُڑی پاڑوا، ناگ پنچمی، بیل پولا، دسہرہ، دیوالی، مکر سکرانت، ہولی، عید الفطر اور عید الاضحیٰ جیسے تہوار منایا کرتے تھے۔ پیشواؤں کے عہد میں گنیش اُتسو بڑے پیمانے پر منایا جاتا تھا۔ لوگ اسے اپنے گھروں میں مناتے تھے۔ چونکہ پیشوا خود گنیش بھکت تھے اس لیے اس تہوار کو اہمیت حاصل تھی۔ ہر سال بھادرپد چترتھی سے اننت چتردشی تک یہ تقریب جاری رہتی تھی۔

دسہرہ ساڑھے تین مہورتوں میں سے ایک ہونے کی وجہ سے لوگ اپنے اچھے کاموں کا آغاز دسہرہ ہی سے کرتے تھے۔ اسی دن اسلحہ اور ہتھیاروں کی پوجا کی جاتی تھی۔ حد سے تجاوز کیا

جاتا تھا۔ ایک دوسرے کو آپٹا کی پتیاں دی جاتی تھیں۔ دسہرے کے بعد مراٹھے مہم پر نکلتے تھے۔ دیوالی میں بلی پرتیپدا اور بھاؤ بیج خصوصی طور پر منائے جاتے تھے۔ دیہاتوں اور گاوؤں میں جاترائیں منعقد ہوتی تھیں جن میں کُشتیوں کے دنگل ہوا کرتے تھے۔ گُڑی پاڑوا کے دن گڑی (ایک لمبی لکڑی کو کپڑے سے لپیٹ کر اس پر آم کے مور سجا کر سال کے پہلے دن دروازے یا اونچی جگہ باندھتے تھے) بنا کر یہ تہوار منایا جاتا تھا۔ تہواروں کے موقع پر ناچ گانا، دف کی تان پر گیت اور کھیل تماشوں جیسے دل بہلاوے کے پروگرام ہوا کرتے تھے۔ تماشا (ناٹک/ ڈراما) تفریح کی ایک مقبولِ عام قسم تھی۔

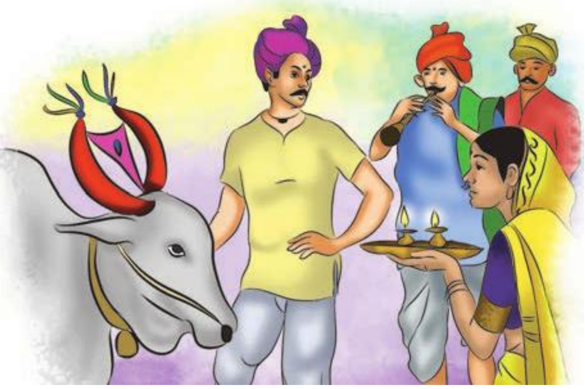

بیل پولا

تعلیم : اس زمانے میں مدرسوں اور پاٹھ شالاؤں پر مشتمل نظامِ تعلیم رائج تھا۔ لکھنے پڑھنے اور حساب کتاب کرنے کی تعلیم گھر ہی میں دی جاتی تھی۔ کاروبار اور عام معاملات لکھنے کے لیے موڑی رسم الخط کا استعمال ہوتا تھا۔

حمل و نقل : گھاٹ کے راستوں، سڑکوں اور ندیوں پر بنے پلوں کے ذریعے آمد و رفت ہوا کرتی تھی۔ اناج، کپڑے اور اجناس کی حمل و نقل کے لیے بیلوں کا استعمال کیا جاتا تھا۔ ندی سے گزرنے کے لیے کشتیوں کا استعمال کیا جاتا تھا۔ خطوط کی ترسیل کا کام اونٹ سواروں اور قاصدوں سے لیا جاتا تھا۔

کھیل کود : اس زمانے میں مختلف کھیل کھیلے جاتے تھے۔ کھیل تفریح اور دل بہلاوے کا ذریعہ تھے۔ کشتی اور فنِ حرب کے مقابلے مقبولِ عام کھیل تھے۔ ڈنڈ بیٹھک، مل کھامب، پہلوانی، کشتی، لاٹھی، ڈنڈ پٹّا، عَلم برداری وغیرہ کھیل کھیلے جاتے تھے۔ 'ہوتوتو' (کبڈی) اور کھو کھو جیسے میدانی کھیلوں کے علاوہ چوسر، گنجفہ اور شطرنج جیسے بیٹھ کر کھیلے جانے والے کھیل بھی مقبولِ عام تھے۔

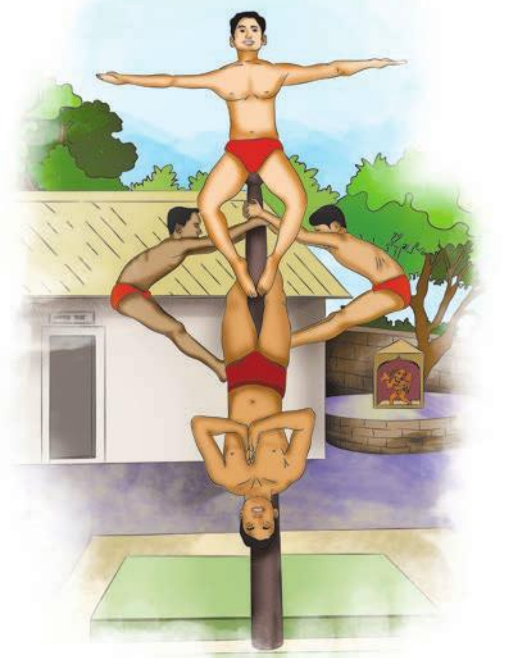

مل کھامب

مذاہب اور نظریات : اس زمانے میں ہندو دھرم اور اسلام یہ دو اہم مذاہب تھے۔ شیواجی مہاراج کا مذہبی طرزِ عمل فراخ دلانہ تھا۔ اس زمانے میں ایک عام نظریہ تھا کہ ہر شخص کو اپنے مذہب پر عمل کرنا چاہیے اور دوسروں پر اپنا مذہب تھوپنے کی سختی نہیں کرنا چاہیے۔ پاٹھ شالاؤں، مندروں، دینی مدرسوں اور مسجدوں کو حکومت کی جانب سے عطیے دیے جاتے تھے۔ دونوں مذاہب کے ماننے والے ایک دوسرے کے تہواروں میں شریک ہوتے تھے۔ وارکری، مہانو بھاؤ، دتّ، ناتھ، رام داسی جیسے فرقے سماج میں رائج تھے۔

عورتوں کی زندگی : اس زمانے میں عورتوں کو محنت کشی کی زندگی گزارنی پڑتی تھی۔ ان کی دنیا میکہ اور سسرال تک ہی محدود ہوا کرتی تھی۔ عورتوں کی تعلیم پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ کچھ مستثنیٰ عورتوں نے حرف شناسی، حکومتی انتظام اور جنگی مہارتوں میں ترقی حاصل کی تھی جن میں ویرماتا جیجابائی، یسوبائی، مہارانی تارابائی، اوما بائی دابھاڑے، گوپیکا بائی، پنیہ شلوک، اہلیا بائی

شامل تھیں۔ لڑکپن میں شادی (بال وِواہ)، بے جوڑ شادی، بیوگی، مونڈن (سر کے بال مونڈنے کی رسم)، ستی، کثیر الازدواجی (ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے) جیسی کئی رسوم رائج تھیں۔ ان رسوم نے عورتوں کی زندگی کو جکڑ رکھا تھا۔ مجموعی طور پر ان کی زندگی اجیرن تھی۔

۱۶۳۰ء سے ۱۸۱۰ء تک ان پونے دوسو برسوں پر محیط عرصے کو عام طور پر مراٹھا شاہی کہا جاتا ہے۔ اس دور کے مختلف فنون کا مختصر جائزہ لیں گے۔

فنِ تعمیر : شیواجی مہاراج کے عہد میں قصبہ گنپتی مندر کی ازسرِنو تعمیر، لال محل کی تعمیر، قلعہ رائے گڑھ اور راج گڑھ کی تعمیر، بحری قلعوں کی تعمیر کا ذکر ملتا ہے۔ ہیروجی اِندولکر اس زمانے کا مشہور ماہرِ تعمیرات تھا۔ گاؤں بساتے وقت جہاں تک ممکن ہوتا راستے زاویۂ قائمہ میں بنائے جاتے۔ کنارے پر پتھروں کا تعمیراتی کام ہوتا۔ ندی کے کنارے گھاٹ کی تعمیر ہوتی۔ پیشواؤں کے دور میں بیجاپور اور احمد نگر جیسا پینے کے پانی کا انتظام پونہ شہر میں بھی کیا گیا تھا۔ پیشواؤں نے زیرِ زمین نل، چھوٹے چھوٹے بند، باغیچے، حوض اور فوارے وغیرہ تعمیر کیے۔ پونہ شہر سے نزدیک ہڑپسر کے علاقے دِوے گھاٹ میں مستانی تالاب فنِ تعمیر کے لحاظ سے کافی اہم ہے۔

پونہ کا شنی وار واڑا، وِشرام باغ واڑا، ناشک کا سرکار واڑا، کوپرگاؤں کا رگھوناتھ پیشوا کا واڑا، ستارا کے چھترپتیوں کے واڑے، ان کے علاوہ وائی، مین ولی، ٹوکے، شری گوندے، پنڈھرپور وغیرہ کے پرانے واڑے عہدِ وسطیٰ کی ثقافت کی علامت ہیں۔

باڑوں کی تعمیر میں کچی اور پکی اینٹوں کا استعمال کیا جاتا تھا۔ لکڑی کے کھمبے، شہتیر، تختے، تراشے ہوئے پتھر، کمانیں، عمدگی سے آمیز کیا ہوا چونا، نالی دار کویلو کی چھت، کیچڑ اور بانس کا استعمال ان تعمیرات میں ہوتا تھا۔ باڑوں کی سجاوٹ اور آرائش کے لیے تصویر کشی، رنگ آمیزی، لکڑی کی نقاشی اور آئینوں کا استعمال کیا جاتا تھا۔

منادر : شیواجی مہاراج کے عہد کے منادر یادوی عہد کے ہیماڈ پنتی طرز کے ہیں۔ کولھاپور کے امبابائی مندر کا شیکھر (کلس)، جیوتی با کے پہاڑوں پر مندر، شیکھر شنگناپور کا شمبھو مہادیو، ویرول کے گھرش نیشور کے مندر فنِ تعمیر کا عمدہ نمونہ ہیں۔

پرتاپ گڑھ پر بھوانی دیوی کا مندر اور گوا میں سپت کوٹیشور کا مندر شیواجی مہاراج نے تعمیر کیے۔ پیشواؤں کے دَور میں ناشک میں کالا رام کا مندر، ترمبکیشور کا شیومندر، گوداوری - پرورا ندیوں کے سنگم پر واقع کائے گاؤں اور ٹوکے میں شیومندر، نیواسے میں موہنی راج مندر تعمیر کیے گئے۔

گھرش نیشور مندر

گھاٹ : ندی یا ندیوں کے سنگم پر تراشیدہ پتھروں سے تعمیر کردہ گھاٹ مراٹھا شاہی عہد کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ اس عہد کے سب سے زیادہ قابلِ دید گھاٹوں میں گوداوری اور پرورا ندیوں کے سنگم پرٹوکے کے گھاٹ ہے۔

پختہ تعمیر کی ہوئی سیڑھیوں کی قطاریں مقررہ فاصلے پر ایک سیڑھی آگے کی جانب نکالی ہوئی ہوتی تھیں جس کی وجہ سے پورے گھاٹ کا حسن کھل کر سامنے آتا تھا۔ پانی کے بہاؤ کے ساتھ گھاٹ خستہ نہ ہوجائے اس لیے متعینہ فاصلے پر بڑی بڑی برجیاں تعمیر کی جاتی تھیں۔

فنِ مصوری : پیشوائی دور میں شنیوار واڑے کی دیواروں پر بنائی گئی تصویریں بڑی اہم ہیں۔ اسی دور میں راگھو، تاناجی، انوپ راؤ، شیورام، مانکوجی جیسے اہم مصوّر ہوگزرے ہیں۔ سوائی مادھوراؤ پیشوا کے عہد میں گنگا رام تامبٹ ایک نامور مصوّر تھا۔ پیشواؤں نے فنِ مصوری کی حوصلہ افزائی کی۔ پیشواؤں کے عہد میں پونہ، ستارا، مینولی، ناشک، چاندوَڑ اور نپانی کے علاقوں میں

باڑوں کی دیواروں پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ پانڈیشور، مورگاؤں، پال، بینوڑی، پونہ کے نزدیک پاشان وغیرہ جیسے مقامات کے مندروں کی دیواروں پر تصویریں تھیں۔ اس زمانے میں تصاویر کے موضوعات دس اوتار، گنپتی، شنکر، رام، پنچایتن اور وِدَربھ کے جاموود کے جین مندر میں جن سوانح، پرانوں کی کہانیاں وغیرہ ہوا کرتے تھے۔ رامائن، مہابھارت، تہوار وتقریب پر مبنی تصویریں ہوتی تھیں۔ پوتھیوں پر کی تصویریں، چھوٹی تصویریں، شخصی تصویریں اور واقعات پر مبنی تصویریں بھی ہوتی تھیں۔

سنگ تراشی : شیواجی مہاراج کے عہد میں شیواجی مہاراج کے کرناٹک حملے کے وقت ملمّا دیسائی سے ملاقات کے مجسّمے بھُلیشور مندر کی سنگ تراشی، شخصی مجسّمے، جانوروں کے مجسّمے (مثلاً ہاتھی، مور، بندر) ٹوکے کے مندر کے مجسّمے اور اس کے باہری حصوں کی سنگ تراشی، پونہ کا تری شُنڈ گنپتی مندر، مدھیہ پردیش میں اہلیا بائی ہولکر کی چھتری، نیواسے میں موہنی راج مندر کی فنِ سنگ تراشی اہم ہے۔

دھاتی مجسّمے : پیشواؤں نے پونہ کے پروتی کے مندر میں پاروتی اور گنپتی کی مورتیاں پوجا کے لیے تیار کروائی تھیں۔ اسی کے ساتھ لکڑی کی نقاشی والے مجسّمے بھی تیار کروائے جاتے تھے۔

ادب : سنتوں کا ادب، پرانوں کی داستانیں، تنقیدی ادب، شعر، ابھنگ، کتابیں، شعری داستانیں، سوانحی کہانیاں، سنتوں کی سوانح، شاعری، آرتیاں، پواڑے، بکّھر، تاریخی خطوط وغیرہ اس زمانے کے ادب کا اہم حصّہ ہوا کرتے تھے۔

فنِ ڈراما / ناٹک : جنوبی بھارت کے تنجاور میں سترھویں صدی کے اواخر سے مراٹھی ناٹکوں کا آغاز ہو چکا تھا۔ شرپھوجی راجا نے اس فن کی حوصلہ افزائی کی۔ ان ناٹکوں میں گانے اور رقص کی بڑی اہمیت ہوتی تھی۔

اب تک ہم نے عہدِ وسطیٰ کا جائزہ لیا ہے۔ مراٹھوں کے عروج اور ان کی حکومت کی توسیع کا مطالعہ کیا ہے۔ اگلے برس ہم جدید عہد کا مطالعہ کریں گے۔

مشق

(۱) مندرجہ ذیل خاکہ مکمل کیجیے:

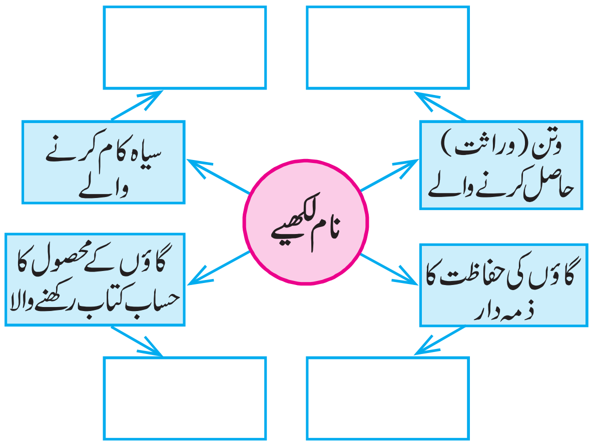
نام لکھیے
وتن (وراثت) حاصل کرنے والے
سیاہ کام کرنے والے
گاؤں کی حفاظت کا ذمہ دار
گاؤں کے محصول کا حساب کتاب رکھنے والا

(۲) سماج میں کون سی غلط رسوم رائج ہیں؟ انھیں ختم کرنے کے لیے تدبیریں تجویز کیجیے۔

(۳) آپ کے آس پاس جو تہوار اور تقریبات منائے جاتے ہیں ان کے بارے میں تفصیلی نوٹ لکھیے۔

(۴) مندرجہ ذیل نکات کی مدد سے شیواجی مہاراج کے عہد کی سماجی زندگی اور موجودہ سماجی زندگی کا موازنہ کیجیے۔

نمبر شمار	نکات	شیواجی کے عہد میں سماجی زندگی	موجودہ سماجی زندگی
۱۔	معاملات	....	....
۲۔	گھر	....	سیمنٹ سے تعمیر کردہ پختہ، کانکریٹ کے کثیر منزلہ مکانات
۳۔	آمدورفت	....	بس، ریلوے، ہوائی جہاز
۴۔	تفریح	....	....
۵۔	رسم الخط	....	....

سرگرمی :

اپنے ملک کی باصلاحیت خواتین کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے اور اپنی جماعت میں پڑھ کر سنائیے۔ مثلاً پی۔ وی۔ سندھو، ساکشی ملک، ثانیہ مرزا وغیرہ۔

* * *

علمِ شہریت

فہرست

ہمارا دستور

نمبر شمار	سبق کا نام	صفحہ نمبر
۱۔	اپنے دستور کا تعارف	٦۳
۲۔	دستور کی تمہید (Preamble)	٦۸
۳۔	دستور کی خصوصیات	۷۲
۴۔	بنیادی حقوق - حصہ ۱	۷٦
۵۔	بنیادی حقوق - حصہ ۲	۸۰
٦۔	رہنما اُصول اور بنیادی فرائض	۸۳

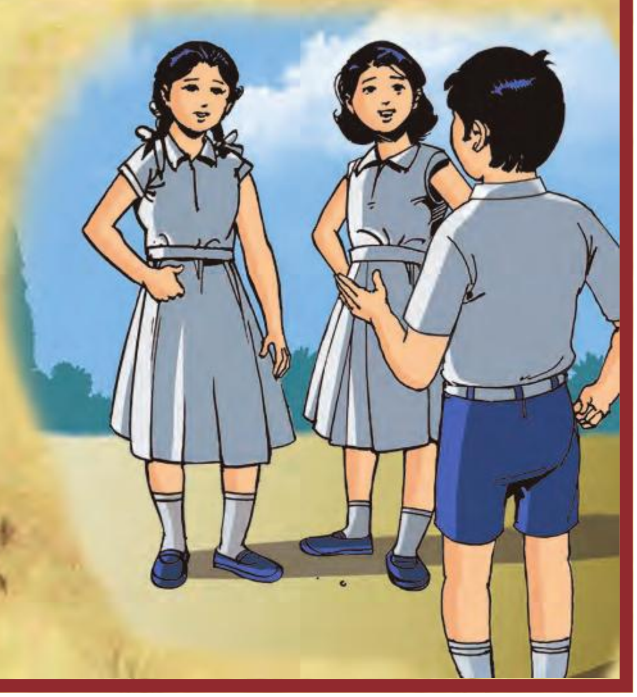

متوقع صلاحیتیں

نمبر شمار	اکائی	صلاحیتیں
۱۔	اپنے دستور کا تعارف	– مجلس دستور ساز کے طریقۂ کار میں مخالف آرا کے احترام کو سمجھنا۔ – دستور کی تیاری میں ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کی خدمات کی اہمیت کو جاننا۔ – انصاف، آزادی، مساوات اور بھائی چارہ جیسی اقدار کی بنیادوں پر نئے سماج کی تعمیر ہی دستور کا مقصد ہے، اس بات کو سمجھنا۔ – جمہوری اقدار پر عمل پیرا ہونا۔
۲۔	دستور کی تمہید	– دستور کی تمہید میں درج اقدار انسانیت پر مبنی ہیں یہ سمجھنا۔ – خود مختاری کے تصور کو سمجھنا۔ – جمہوریت میں حکومتی امور اور عوام کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں، یہ سمجھ لینا۔ – جمہوریت میں اجتماعی طور پر بحث و مباحثہ اور غور و فکر کے ذریعے فیصلے لیے جاتے ہیں، اس بات کو سمجھنا۔
۳۔	دستور کی خصوصیات	– دستور کی خصوصیات کو بیان کر پانا۔ – وفاقی نظام میں حکومت دو سطحوں پر ہوتی ہے، یہ معلوم کرنا۔
۴۔	بنیادی حقوق	– دستور میں درج حقوق کو عدالتی تحفّظ حاصل ہوتا ہے، اس بات کو سمجھنا۔ – ہر سطح کی حکومت پر بنیادی حقوق فراہم کرنا لازم ہوتا ہے، اس کو بیان کر پانا۔ – قانون کی نظر میں سب لوگ یکساں ہیں، اس خیال کو فروغ دینا۔ – بھارت میں مذہبی رنگارنگی کے احترام کا جذبہ پیدا کرنا۔ – تمام اقلیتوں کو اپنی زبان، رسم الخط اور ادب کے تحفظ کا اختیار حاصل ہے، یہ جان لینا۔ – کسی بھی شہری کو بغیر وجہ نظر بند یا گرفتار نہیں کیا جا سکتا، اس سے متعلق معلومات حاصل کرنا۔
۵۔	رہنما اُصول اور بنیادی فرائض	– رہنما اُصولوں پر مبنی قوانین کی فہرست تیار کرنا۔ – رہنما اُصولوں کو عدالتی تحفّظ حاصل نہیں لیکن اخلاقی طور پر حکومت ان کی پابند ہے، اس بات کو سمجھ لینا۔ – قومی علامات کے تئیں احترام کا جذبہ پروان چڑھانا۔ – ماحولیات کے تحفّظ کے لیے مناسب اقدام کرنے میں پہل کرنا۔ – عورتوں کے لیے احترام کا جذبہ رکھنا۔ – ضعیف الاعتقادی دور کر کے سائنسی رویہ پروان چڑھانا۔ – بھارت کے شہری ہونے کے احساس کو فروغ دینا۔

۱۔ اپنے دستور کا تعارف

آئیے، کچھ اعادہ کرلیں!

گزشتہ جماعتوں کی شہریت کی کتابوں میں ہم نے قوانین کی ضرورت کے بارے میں بہت سی باتیں سمجھ لی ہیں۔ خاندان، اسکول، اپنے گاؤں یا شہر کا کام کاج باقاعدگی اور آسانی سے چلانے کے لیے ہم قوانین اور ضابطوں پر عمل کرتے ہیں۔ ہر خاندان میں قوانین نہیں ہوتے لیکن خاندان کے افراد کو آپس میں کیسے رہنا چاہیے اس کے لیے کچھ ضابطے ہوتے ہیں۔ اسکول میں داخلے، یونیفارم اور پڑھائی کے سلسلے میں قوانین ہوتے ہیں۔ بہت سے مقابلوں کے بھی ضابطے اور قوانین ہوتے ہیں۔ ہمارے گاؤں یا شہر کے معاملات بھی تو قوانین کے مطابق چلتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے ملک کے معاملات بھی قوانین کے مطابق چلتے ہیں۔ خاندان، اسکول، گاؤں یا شہر کے قوانین محدود نوعیت کے ہوتے ہیں لیکن ملک کے قوانین یا ترمیمات (شقیں) وسیع نوعیت کی ہوتی ہیں۔

کیا آپ کے ذہن میں بھی سوالات اُبھرتے ہیں جو سمیر اور سیما کے ذہن میں ہیں؟

- ملک کے معاملات جن قوانین یا ضوابط کے مطابق چلتے ہیں وہ قوانین کہاں درج ہیں؟
- یہ قوانین کون تیار کرتا ہے؟ کیا ان قوانین پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے؟

مندرجہ ذیل مواد میں دیکھیے کہ کیا آپ کو ان سوالوں کے جواب ملتے ہیں۔

دستور : مفہوم

ملک کے معاملات سے متعلق قوانین اور ترمیمات یکجا شکل میں جس کتاب میں درج ہوتے ہیں اسے 'دستور' یا 'آئین' کہتے ہیں۔ ملک کے کام کاج سے متعلق قوانین کی تحریری دستاویز یعنی دستور۔ عوام کے ذریعے منتخب کردہ نمائندوں پر مشتمل حکومت یا سرکار تشکیل پاتی ہے۔ حکومت پر لازم ہوتا ہے کہ وہ دستور میں درج قوانین کے مطابق ہی ملک کا کام کاج چلائے۔ دستور میں درج قوانین یا ترمیمات بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ حکومت دستور میں درج قوانین سے ٹکرانے والے دیگر قوانین نہیں بنا سکتی۔ اگر ایسا کیا تو مجلسِ قانون ساز اسے منسوخ کرسکتی ہے۔

دستور کے قوانین کے موضوعات :

دستور میں درج قوانین مختلف موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں۔ مثلاً شہریت، شہریوں کے حقوق، شہریوں اور حکومت کے درمیان تعلقات، حکومت کی قانون سازی کے موضوعات، انتخابات، حکومت کے حدود اور حکومت کے اختیارات وغیرہ۔

دستورِ ہند کے مطابق حکومت کا کام کاج چلانے کے اصول بہت سے ممالک نے اپنائے ہیں۔ اس کے باوجود مختلف ملکوں کے دستور کی نوعیت الگ الگ ہوتی ہے۔ ہر ملک کی اپنی تاریخ، ثقافت، سماجی ڈھانچا اور روایات الگ ہوتی ہیں۔ اسی لحاظ سے ان ملکوں کی ضروریات اور مقاصد متعین ہوتے ہیں۔ ہر ملک اپنی انھی خصوصیات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا دستور بناتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

امریکہ اور برطانیہ (انگلستان) کی حکومتوں کا کام کاج دستور کے مطابق چلتا ہے لیکن ان دونوں ممالک کے دستور الگ الگ ہیں۔ مثلاً امریکہ کا دستور ۱۷۸۹ء میں نافذ ہوا۔ یہ تحریری شکل میں ہے اور صرف سات نکات پر مشتمل ہے لیکن ۲۲۵ برس گزر جانے کے باوجود امریکہ کا حکومتی کام کاج اسی دستور کے مطابق چلتا ہے۔

برطانیہ کی تاریخ صدیوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ حکومتی کام کاج کے قوانین یہاں روایات، رسم و رواج کی شکل میں ملتے ہیں۔ اس کے باوجود ان پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے۔ ۱۲۱۵ء میں ہونے والے میگنا کارٹا معاہدے کے بعد سے برطانیہ کا دستور فروغ پاتا گیا۔ کچھ تحریری قوانین پر مشتمل ہونے کے باوجود برطانیہ کے دستور کا زیادہ تر حصہ غیر تحریری ہے۔

آئیے، کرکے دیکھیں۔

اپنی پسند کے کسی ایک ملک کے دستور کے بارے میں مندرجہ ذیل نکات کی مدد سے معلومات حاصل کیجیے:
ملک کا نام، دستور سازی کا سال، دستور کی کوئی دو خصوصیات۔

دستور کی ضرورت :

دستور میں درج قوانین (شقوں) یا ضابطوں کے مطابق حکومتی کام کاج چلانے کے کئی فائدے ہیں۔

- حکومت کو قوانین کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنا کام کاج چلانا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اسے حاصل حقوق اور اختیارات کے ناجائز استعمال کے امکانات کم ہوتے ہیں۔
- دستور میں شہریوں کے حقوق اور ان کی آزادیوں کا ذکر ہوتا ہے۔ حکومت شہریوں کے ان حقوق کو چھین نہیں سکتی اس لیے ان کے حقوق اور آزادی محفوظ رہتی ہے۔
- دستور کے قوانین کے مطابق حکومت کا کام کاج چلانا قانون کی حکمرانی قائم کرنے جیسا ہے کیونکہ اس میں اقتدار کے ناجائز استعمال یا من مانی کی گنجائش نہیں ہوتی۔
- دستور کے مطابق حکومتی کام کاج کے پیش نظر حکومت پر عام انسان کے اعتبار میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ حکومتی کام کاج میں شریک ہونے کے لیے آمادہ ہوتا ہے۔ حکومتی کام کاج میں عام انسان کی بڑھتی ہوئی شمولیت کی وجہ سے جمہوریت مضبوط ہوتی ہے۔
- دستور اپنے ملک کے سامنے کچھ سیاسی مثالیں پیش کرتا ہے۔ اس سمت پیش قدمی کرنا اس ملک کے لیے لازم ہوتا ہے جس کی وجہ سے عالمی امن، تحفّظ اور انسانی حقوق کی حفاظت کا ماحول تیار ہوتا ہے۔
- دستور میں شہریوں کے فرائض کا تذکرہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے شہریوں کی ذمہ داریوں کا بھی تعین ہوجاتا ہے۔

حکومتی امور یعنی کیا؟

حکومتی اُمور میں کن باتوں کا شمار ہوتا ہے؟

ملک کی سرحد کی حفاظت کرنا، بیرونی حملوں سے ملک کی حفاظت کرنے سے لے کر غریبی دور کرنا، روزگار کے مواقع پیدا کرنا، تعلیم اور صحت سے متعلق خدمات، صنعتوں اور کارخانوں کو فروغ دینا، کمزور طبقات کا تحفظ، خواتین، بچوں اور ادی باسیوں کی ترقی کے لیے منصوبہ بندی کرنے تک کے بارے میں حکومت کو قانون سازی کرنا ہوتی ہے۔ قوانین پر عمل آوری کے ذریعے سماج میں تبدیلیاں لانا پڑتی ہیں۔ مختصر یہ کہ جدید دور میں حکومت کو خلائی تحقیق سے لے کر عوامی صفائی تک کے معاملات میں فیصلے لینے ہوتے ہیں۔ اسی کو حکومتی اُمور/ کام کاج کہتے ہیں۔

دستور کا مفہوم اور اس کی ضرورت سمجھ لینے کے بعد اب ہم بھارت کی دستور سازی سے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

دستور سازی کا پس منظر : بھارت کی دستور سازی کا کام ۱۹۴۶ء ہی میں شروع ہو چکا تھا۔ تحریکِ آزادی کے رہنماؤں کا ماننا تھا کہ آزاد بھارت کا حکومتی کام کاج انگریزوں کے تیار کردہ دستور کے مطابق نہیں بلکہ بھارتیوں کے تیار کردہ دستور کے مطابق چلنا چاہیے۔ لہٰذا بھارت کا دستور تیار کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جسے دستور ساز مجلس کہا جاتا ہے۔

دستور ساز مجلس : ہمارا ملک ۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء کو آزاد ہوگیا۔ اس سے پہلے ہمارے ملک پر انگریز حکومت کرتے تھے۔

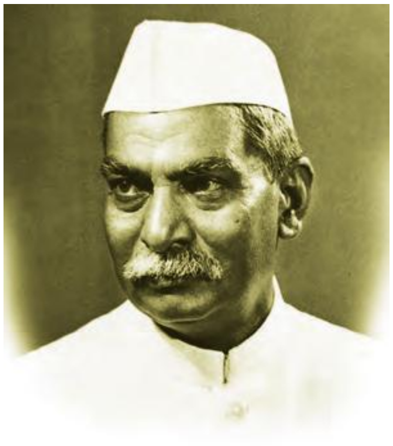

ڈاکٹر راجندر پرساد

انگریزوں نے انتظامی سہولت کے لحاظ سے ملک کو صوبہ بمبئی، صوبہ بنگال اور صوبہ مدراس ؛ ان تین علاقوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ان علاقوں کے انتظامی اُمور کی دیکھ بھال عوامی نمائندوں کے ذریعے کی جاتی تھی۔ کچھ علاقوں کے انتظامی اُمور مقامی راجاؤں کے ذمے تھے۔ ایسے علاقوں کو 'سنستھان' (خود مختار ریاست) اور ان کے منتظم کو 'حکمراں' کہا جاتا تھا۔ دستور ساز مجلس میں ان علاقوں اور خود مختار ریاستوں کے نمائندے شامل تھے۔ دستور ساز مجلس میں کل ۲۹۹ / نمائندے تھے۔ ڈاکٹر راجندر پرساد دستور ساز مجلس کے صدر تھے۔

ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر کی خدمات :

ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر

ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر دستور ساز مجلس کی مسوّدہ کمیٹی کے صدر تھے۔ انھوں نے مختلف ملکوں کے دستور کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ انھوں نے دن رات سخت محنت اور غور و فکر کے بعد دستور کا مسودہ تیار کیا۔ اس مسودے کو دستور ساز مجلس میں پیش کیا گیا جس کی ہر دفعہ پر سلسلہ وار بحث کی گئی۔ کئی اصلاحات تجویز کی گئیں۔ دستور کے مسودے کو دستور ساز مجلس میں پیش کرنے، اس سے متعلق سوالوں کے جواب دینے، دستور ساز مجلس کے مشوروں کے مطابق مسودے میں تبدیلیاں کرنے اور اسے غلطیوں سے پاک کرنے کا کام ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر نے کیا۔

بھارت کے دستور کی تیاری میں ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر کی خدمات کے پیشِ نظر انھیں بھارت کے 'دستور کا معمار' کہا جاتا ہے۔ مکمل دستور تحریری طور پر تیار ہونے کے بعد دستور ساز مجلس نے اس کی توثیق کی اور ۲۶ / نومبر ۱۹۴۹ء کو یہ دستور تمام بھارتیوں پر نافذ ہوگیا۔ اسی لیے ۲۶ / نومبر کو 'یومِ دستور' کے طور پر منایا جاتا ہے۔

کتنا باعثِ فخر واقعہ ہے یہ!

- دستور ساز مجلس میں بحث و مباحثہ اور غور و فکر کے بعد فیصلہ لیا گیا۔ مخالف آرا کا احترام اور ان کی مناسب تجویزوں کو قبول کرنا دستور سازی کے عمل کی خصوصیت تھی۔
- دستور کو مکمل کرنے میں ۲ / سال، ۱۱ / مہینے اور ۱۷ / دن کا عرصہ لگا۔
- بنیادی دستور میں کل ۲۲ / آرٹیکل، ۳۹۵ دفعات اور ۸ / شیڈول (ضمیمے) ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ڈاکٹر راجندر پرساد، جواہر لال نہرو، ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر، ولبھ بھائی پٹیل، مولانا ابوالکلام آزاد، سروجنی نائیڈو، جے۔ بی۔ کرپلانی، راجکماری امرت کور، درگا بائی دیشمکھ، ہنسا بین مہتا وغیرہ دستور ساز مجلس کے رکن تھے۔ دستور ساز مجلس کے قانونی مشیر کے طور پر ماہرِ قانون بی۔ این۔ راؤ کا تقرر کیا گیا تھا۔

۲۶/جنوری ۱۹۵۰ء سے دستور میں درج قوانین کے مطابق ہمارے ملک کے حکومتی اُمور چلانے کا آغاز ہوا۔ اسی روز بھارت کا جمہوری ملک کے طور پر وجود عمل میں آیا اس لیے ۲۶/جنوری کا دن 'یومِ جمہوریہ' کے طور پر منایا جاتا ہے۔

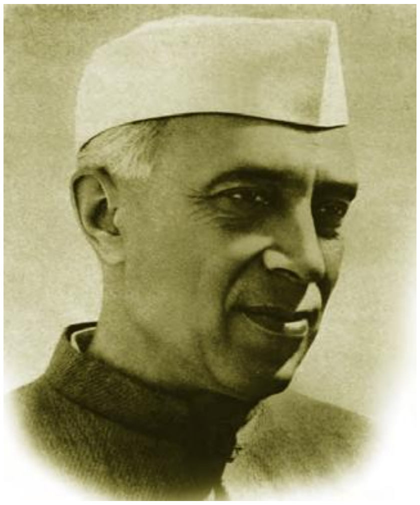

پنڈت جواہر لال نہرو

سردار ولبھ بھائی پٹیل

مولانا ابوالکلام آزاد

سروجنی نائیڈو

آئیے، کرکے دیکھیں۔

کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ آپ کی جماعت کے معاملات قوانین کے مطابق چلیں؟ اس ضمن میں آپ کن قوانین کو شامل کریں گے۔ اپنی جماعت کے لیے قوانین کی فہرست تیار کیجیے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نے آبی انتظام، خارجہ تعلقات، ملکی تحفّظ، صحافت، معاشیات اور سماجی انصاف جیسے شعبوں میں بھی خدمات انجام دی ہیں۔

ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر بھارت کے دستور کا مسودہ دستور ساز مجلس کے صدر ڈاکٹر راجندر پرساد کو پیش کرتے ہوئے۔

مشق

(۱) مندرجہ ذیل اصطلاحات کی وضاحت کیجیے۔

۱۔ دستوری ترمیمات (شقیں)

۲۔ یومِ دستور

(۲) بحث کیجیے:

۱۔ دستور ساز مجلس تشکیل دی گئی۔

۲۔ ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر کو بھارت کے 'دستور کا معمار' کہا جاتا ہے۔

۳۔ حکومتی اُمور میں شامل موضوعات

(۳) مناسب متبادل تلاش کرکے لکھیے:

۱۔ کس ملک کا دستور مکمل طور پر تحریری شکل میں نہیں ہے؟
(الف) امریکہ (ب) بھارت
(ج) برطانیہ (د) ان میں سے کوئی نہیں

۲۔ دستور ساز مجلس کے صدر کون تھے؟
(الف) ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر
(ب) ڈاکٹر راجندر پرساد
(ج) درگا بائی دیشمکھ
(د) بی۔ این۔ راؤ

۳۔ مندرجہ ذیل میں سے کون دستور ساز مجلس کے رکن نہیں تھے؟
(الف) مہاتما گاندھی
(ب) مولانا ابوالکلام آزاد
(ج) راجکماری امرت کور
(د) ہنسابین مہتا

۴۔ مسودہ کمیٹی کے صدر کون تھے؟
(الف) ڈاکٹر راجندر پرساد
(ب) سردار ولبھ بھائی پٹیل
(ج) ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر
(د) جے۔ بی۔ کرپلانی

(۴) اپنی رائے لکھیے:

۱۔ حکومت کو کن موضوعات پر قانون سازی کرنا ہوتی ہے؟

۲۔ ۲۶/جنوری کو یومِ جمہوریہ کے طور پر کیوں منایا جاتا ہے؟

۳۔ دستوری ترمیمات کے مطابق حکومتی اُمور چلانے کے فائدے لکھیے۔

سرگرمی:

۱۔ دستور ساز مجلس کے لیے مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں۔ ان کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے اور ان کمیٹیوں کے ناموں کی جدول تیار کرکے ناموں کے ساتھ تصویروں کا البم بنائیے۔

۲۔ آپ کی اسکول میں یومِ جمہوریہ کیسے منایا گیا؟ اس کا احوال تیار کیجیے۔

۳۔ دستور ساز مجلس کے ارکان کی تصویروں کا البم بنائیے۔

***

۲۔ دستور کی تمہید

گزشتہ سبق میں ہم نے پڑھا کہ :

- حکومتی اُمور چلانے کے لیے قوانین واضح کرنے والی دستاویز کو دستور کہا جاتا ہے۔
- دستور ساز مجلس نے بھارت کا دستور تشکیل دیا۔
- دستور کی وجہ سے عوامی نمائندوں کو قوانین کے مطابق ہی حکومتی اُمور چلانا ہوتے ہیں۔

دستور ہمارے ملک کا بنیادی اور اعلیٰ ترین قانون ہے۔ کسی بھی قسم کی قانون سازی کے پیچھے کچھ مقاصد ہوتے ہیں۔ ان مقاصد کی وضاحت کے بعد ہی تفصیلی طور پر قوانین میں ترمیمات کی جاتی ہیں۔ ان مقاصد کی مختصر مگر جامع پیش کش ہی 'تمہید' کہلاتی ہے۔ تمہید ہی کو بھارت کے دستور کا 'پیش لفظ' یا 'ابتدائیہ' کہتے ہیں۔ تمہید اپنے دستور کے مقاصد کی وضاحت کرتی ہے۔

آیئے، عمل کرکے دیکھیں

دستور کی تمہید کا مطالعہ کیجیے۔ ان میں درج الفاظ کی فہرست بنائیے اور بتائیے کہ یہ الفاظ آپ دیگر کن جگہوں پر پڑھتے ہیں۔

ہم سب بھارت کے شہری ہیں۔ دستور کی تمہید ہمیں بتاتی ہے کہ ہمیں کس قسم کا ملک درکار ہے۔ اس کی اقدار، نظریات اور مقاصد وسیع ہیں۔ ہمارا دستور ان مقاصد کے حصول کے طریقوں کی وضاحت کرتا ہے۔

دستور کی تمہید کا آغاز 'ہم بھارت کے عوام' سے ہوتا ہے۔ اس میں بھارت کو مقتدر، سماج وادی، غیر مذہبی، عوامی، جمہوریہ بنانے کے عزم کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ اب ہم تمہید میں شامل اصطلاحوں کا مفہوم سمجھیں گے۔

(۱) مقتدر حکومت :

بھارت پر کافی عرصے تک انگریزوں نے حکومت کی تھی۔ ۱۵/ اگست ۱۹۴۷ء کو انگریزوں کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور ہمارا ملک آزاد ہوگیا۔ بھارت کو خودمختاری حاصل ہوگئی۔ ہم اپنے ملک کی ترقی کی خاطر مناسب فیصلے لینے کے لیے آزاد ہیں۔ مقتدر کے معنی ہوتے ہیں اقتدار رکھنے والا خودمختار۔

ہماری تحریکِ آزادی کا سب سے اہم مقصد ملک کے لیے خودمختاری حاصل کرنا تھا۔ حکومت کرنے کے اعلیٰ ترین اور مکمل اختیار کو 'خودمختاری' کہتے ہیں۔ عوام اپنے نمائندے منتخب کرکے انھیں اختیارات کا استعمال کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اپنے ملک کے داخلی قوانین تیار کرنے کا اختیار عوام کو اور عوام کے ذریعے منتخب کردہ حکومت کو ہوتا ہے۔

(۲) سماج وادی حکومت :

سماج وادی ملک یعنی ایسا ملک جہاں امیر اور غریب کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ نہ ہو۔ ملک کی دولت پر سب کا یکساں حق ہوتا ہے۔ اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ملک کی دولت محض چند ہاتھوں میں جمع ہوکر نہ رہ جائے۔

(۳) غیر مذہبی (سیکولر) حکومت :

دستور کی تمہید میں مذہبی غیر جانب داری کو ہمارا مقصد بتایا گیا ہے۔ غیر مذہبی حکومت میں تمام مذاہب کو یکساں مانا جاتا ہے۔ کسی بھی مذہب کو ملک کا سرکاری مذہب نہیں مانا جاتا۔ عوام کو اپنی پسند کے مذہب پر عمل پیرا ہونے کی اجازت ہوتی ہے۔ عوام میں مذہب کی بنیاد پر بھید بھاؤ نہیں کیا جاتا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مذہبی غیر جانب داری یعنی سیکولرزم کے ذریعے ہم نے سماجی کثیر مذہبیت کے تحفظ کی کوشش کی ہے۔ دستور نے ہمیں مختلف حقوق دیے ہیں جن کا نا مناسب اور نا جائز استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ مذہبی آزادی کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ مذہبی تہوار منانے کے دوران ہمیں صفائی، صحت اور ماحول کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

(۴) عوامی حکومت :

عوامی طرزِ حکومت میں حکومتی اُمور اور اقتدار عوام کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ عوام کی خواہش کے مطابق ہی حکومت پالیسیاں بناتی ہے اور فیصلے لیتی ہے۔ حکومت کو عوام کی فلاح کے لیے اہم معاشی اور سماجی فیصلے کرنا ہوتے ہیں۔ تمام لوگوں کے لیے روزانہ کی بنیاد پر جمع ہو کر ایسے فیصلے لینا ممکن نہیں ہوتا۔ اس لیے متعینہ مدت کے بعد انتخابات ہوتے ہیں۔ ان انتخابات میں رائے دہندگان اپنے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ منتخب نمائندے دستور کے ذریعے بنائے ہوئے ایوانوں (پارلیمنٹ، اسمبلی، وغیرہ) کے رکن بنتے ہیں۔ دستور میں بتائے ہوئے عمل کے ذریعے تمام عوام کی جانب سے فیصلے لیے جاتے ہیں۔

(۵) عوامی جمہوریہ :

ہمارے ملک میں عوامی حکومت یعنی جمہوریت کے ساتھ ساتھ جمہوریہ طرزِ حکومت رائج ہے۔ جمہوری طرزِ حکومت میں تمام عوامی عہدوں پر عوام کی جانب سے منتخب لوگ بھیجے جاتے ہیں۔ کوئی بھی عہدہ پشتینی (موروثی) نہیں ہوتا۔

صدر جمہوریہ، وزیر اعظم، گورنر، وزیر اعلیٰ، میئر، سرپنچ جیسے عہدے عوامی عہدے کہلاتے ہیں۔ ان عہدوں پر مخصوص شرائط پوری کرنے والے بھارت کے شہریوں کو ہی منتخب کیا جاتا ہے۔ شاہی طرزِ حکومت میں یہ عہدے موروثی ہوتے ہیں یعنی خاندان کی ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتے ہیں۔

بحث کیجیے!

'میرا خاندان' اس عنوان پر ماریہ نے جو لکھا ہے اسے پڑھیے۔

جمہوریت کے معنی صرف انتخابات نہیں ہوتے۔ میرے والدین گھر کے سارے کام مل جل کر کرتے ہیں۔ ان کاموں میں ہمارا بھی حصہ ہوتا ہے۔ ہم آپس میں ممکنہ حد تک بغیر لڑائی جھگڑے کے بات چیت کرتے ہیں۔ اگر کبھی لڑ بھی لیں تو فوراً ایک دوسرے کی بات سنتے ہیں۔ کسی قسم کی تبدیلی کے بارے میں دادا دادی سے بھی مشورہ لیا جاتا ہے۔ فرقان کو زراعت کے مطالعے میں تحقیق کرنا ہے۔ اس کا فیصلہ سب کو پسند آیا۔

کیا آپ کو ایسا لگتا ہے کہ ماریہ کے گھر میں جمہوری طریقہ رائج ہے؟ اس حصے میں جمہوریت کی کون سی خصوصیات پائی جاتی ہیں؟

دستور کی تمہید کے ذریعے بھارت کے تمام شہریوں کو انصاف، آزادی اور مساوات جیسی قدروں اور ان قدروں کے مطابق عمل کرنے اور قانون سازی کے ذریعے ان قدروں پر عمل پیرا ہونے کی ضمانت دی گئی ہے۔

آیئے ہم ان قدروں کا مفہوم سمجھیں۔

(۱) انصاف :

ناانصافی کو دور کرتے ہوئے تمام شہریوں کو اپنی ترقی کے مواقع فراہم کرنا یعنی انصاف۔ تمام لوگوں کی فلاح کے مدنظر منصوبہ بندی کرنا یعنی انصاف قائم کرنا۔ دستور کی تمہید میں انصاف کی تین اقسام بتائی گئی ہیں۔

(الف) سماجی انصاف : لوگوں میں ذات، مذہب، نسل، زبان، علاقہ، مقامِ پیدائش اور جنس کی بنیاد پر کسی بھی طرح کی تفریق نہ کریں۔ سب کا مقام انسانیت کے ناتے یکساں ہے۔

(ب) معاشی انصاف : بھوک، تغذیہ کی کمی اور فاقہ کشی غریبی اور مفلسی کی دین ہوتی ہیں۔ غریبی دور کرنے کے لیے ہر شخص کو اپنی اور اپنے خاندان کی کفالت کے لیے روزگار کے وسائل حاصل کرنے کا حق ہوتا ہے۔ ہمارے دستور نے ہر شہری کو کسی بھی قسم کے بھید بھاؤ کے بغیر یہ حق دیا ہے۔

(ج) سیاسی انصاف : حکومتی اُمور میں شریک ہونے کا ہر شہری کو یکساں حق حاصل ہے۔ اس لیے ہم نے بالغ رائے دہی کا طریقہ اختیار کیا ہے جس کے مطابق ۱۸/ اور اس سے زیادہ سال کی عمر والے ہر شہری کو رائے دہی کا حق حاصل ہے۔

(۲) آزادی:

آزادی کا مطلب ہوتا ہے کسی بھی قسم کی ناجائز بندش نہ ہونا اور اپنی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لیے سازگار ماحول کی فراہمی۔ جمہوریت میں شہریوں کو آزادی حاصل ہوتی ہے۔ آزادی کی وجہ سے ہی جمہوریت مضبوط ہوتی ہے۔ اظہارِ خیال کی آزادی ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ ہر شخص اپنے خیالات اور اپنی رائے کا اظہار کرسکتا ہے۔ خیالات اور نظریات کے تبادلے اور لین دین کی وجہ سے اتحاد اور آپسی تعاون کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے ہم کسی مسئلے کے مختلف پہلوؤں سے بھی واقف ہوتے ہیں۔

مذہبی آزادی کے تحت شہریوں کو اپنے عقیدے، عبادت اور مذہبی تعلیمات پر عمل کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ہمیں اپنے تہوار منانے، عبادت گاہیں تعمیر کرنے اور عبادت کرنے کی آزادی ہوتی ہے۔

(۳) مُساوات :

دستور کی تمہید میں شہریوں کو درجے اور مواقع کی مساوات کی ضمانت دی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ملک کے تمام شہریوں کے ساتھ ذات، مذہب، نسل، جنس، جائے پیدائش وغیرہ کی بنیاد پر تفریق نہ کرتے ہوئے سب کو یکساں اور مساوی درجہ حاصل ہوگا۔ اس میں اونچ نیچ اور اعلیٰ و ادنیٰ کی تمیز نہ ہوگی۔

دستور کی تمہید نے ’مواقع کی مساوات‘ کو بھی اہمیت دی ہے۔ اس کے ذریعے تمام شہریوں کو یکساں طور پر اپنی ترقی کے مواقع فراہم کرتے ہوئے کسی قسم کی تفریق نہیں کی جانی چاہیے۔

بحث کیجیے :

مندرجہ ذیل میں آزادی سے متعلق دو بیانات دیے ہوئے ہیں۔ ان پر بات چیت کیجیے۔

- تہوار مناتے ہوئے ہمیں کچھ قوانین کی پابندی کرنا ہوتی ہے۔ ان قوانین کی وجہ سے ہماری آزادی پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔
- آزادی کے معنی من مانا رویہ نہیں بلکہ ذمہ دارانہ رویہ ہے۔

دستور کی تمہید میں ایک نہایت انوکھے اُصول کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ اصول اخوت کے لیے ماحول سازی اور فرد کی عظمت کی برقراری کی ضمانت ہے۔

اخوت (بھائی چارہ):

دستور سازوں کو یہ احساس تھا کہ انصاف، آزادی اور مساوات کی ضمانت دے دینے سے بھارتی سماج میں مساوات پیدا نہیں ہوگی۔ کتنی ہی قانون سازی کی جائے، جب تک بھارت کے عوام میں اخوت یعنی آپسی بھائی چارہ پیدا نہیں ہوگا ان قوانین کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لیے اخوت کے لیے ماحول سازی کو دستور کی تمہید کا حصہ بنایا گیا ہے۔ اخوت سے مراد اپنے ملک کے تمام شہریوں کے لیے اپنائیت کا احساس ہے۔ اخوت آپسی ہمدردی کا جذبہ پیدا کرتی ہے اور لوگ ایک دوسرے کے مسائل اور مشکلات کے بارے میں اسی احساس کے ساتھ غور وفکر کرتے ہیں۔

اخوت اور فرد کی عظمت ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ فرد

کی عظمت سے مراد یہ ہے کہ ہر شخص انسان کی حیثیت سے وقار اور عزت رکھتا ہے۔ اس کا یہ وقار اس کی ذات، مذہب، نسل، جنس اور زبان کی بنیاد پر طے نہیں ہوتا۔ ہم اپنے لیے دوسروں جیسی عزّت اور وقار چاہتے ہیں ہمیں بھی دوسروں کی ویسی ہی عزت کرنا چاہیے۔

جب ایک شخص کسی دوسرے شخص کی عزّت کرکے اس کی آزادی اور حقوق کا احترام کرے گا تب فرد کی عظمت خود بخود پیدا ہوگی۔ ایسے ماحول میں اخوت کا فروغ ہوگا اور انصاف و مساوات کی قدروں پر مبنی نئے سماج کی تشکیل کا کام آسان ہوجائے گا۔ ہمیں بھارت کے دستور کی تمہید سے ہی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

دستور کی تمہید کا خاتمہ اس بیان پر ہوتا ہے کہ بھارت کے عوام اس دستور کو اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

مشق

(۱) تلاش کرکے لکھیے :

چ	ع	ل	ب	ں	ش	ک	م
ا	و	ر	غ	د	ا	ر	چ
م	ا	خ	و	ت	ش	ع	ظ
ن	م	ل	ت	ر	ض	ن	م
غ	ی	ر	م	ذ	ہ	ب	ی
س	ح	ت	ہ	ر	ل	ن	ی
ا	ک	ڑ	ی	ط	ں	ظ	ب
ر	و	د	د	س	م	ی	ت
ج	م	ا	ر	ح	ا	ن	ہ
ج	ت	ن	ب	د	س	ر	ی

۱۔ ملک کے تمام شہریوں کے لیے اپنائیت کا احساس

۲۔ حکومتی امور اور اقتدار عوام کے ہاتھوں میں ہونا

۳۔ مقاصد کی مختصر مگر جامع پیش کش کو کہتے ہیں

۴۔ تمام مذاہب کو یکساں ماننا

(۲) آیئے لکھیں :

۱۔ غیر مذہبی ملک میں کون سے قوانین ہوتے ہیں؟

۲۔ بالغ طریقۂ رائے دہی سے کیا مراد ہے؟

۳۔ معاشی انصاف کی وجہ سے شہریوں کو کون سے حقوق حاصل ہوتے ہیں؟

۴۔ سماج میں فرد کی عظمت کا فروغ کیسے ہوگا؟

(۳) ہمیں اپنی آزادی کا استعمال کیسے کرنا چاہیے؟ اپنی رائے لکھیے۔

(۴) درج ذیل اصطلاحات کی وضاحت کیجیے :

۱۔ سماج وادی حکومت

۲۔ مُساوات

۳۔ مقتدر حکومت

۴۔ مواقع کی مساوات

۵۔ بھارت کے دستور کی تمہید میں درج اہم باتیں

سرگرمی :

۱۔ رائے دہی کا پرچہ اور رائے دہی کی مشین (EVM) کو سمجھنے کے لیے اپنے استاد کی مدد سے تحصیل دار کے دفتر کا دورہ کیجیے۔

۲۔ اپنے قریب میں دستیاب ہونے والے اخبارات کی فہرست بنایئے۔

***

۳۔ دستور کی خصوصیات

گزشتہ دو اسباق میں ہم نے دستور سازی اور دستور کی تمہید کے بارے میں معلومات حاصل کی۔ ہم نے مقتدر، سماج وادی، غیر مذہبی ملک اور عوامی جمہوریہ جیسی اصطلاحات کا مفہوم بھی سمجھ لیا ہے۔ دستور کی تمہید میں دیے ہوئے مقاصد ہمارے دستور کی خصوصیات بھی ہیں۔ ہم اس سبق میں مندرجہ بالا خصوصیات کے علاوہ دستور کی دیگر خصوصیات کا مطالعہ کریں گے۔

وِفاقی نظام (حکومت) : وفاقی نظام ہمارے دستور کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ وسیع علاقوں اور کثیر آبادی والے ممالک میں حکومت کرنے کا ایک طریقہ وفاقی نظامِ حکومت ہے۔ وسیع علاقہ ہونے کی وجہ سے ایک ہی مقام سے اتنے بڑے علاقے کا انتظام کرنا مشکل ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ دور دراز کے علاقے نظر انداز ہوجاتے ہیں اور ان علاقوں کے لوگوں کو حکومتی امور میں شامل ہونے کے مواقع بھی نہیں ملتے۔ اس لیے وفاقی نظام میں دو سطحوں پر حکومت ہوتی ہے۔ پورے ملک کی حفاظت کرنا، دیگر ملکوں سے کاروبار اور تعلقات رکھنا، امن قائم رکھنا وغیرہ امور مرکزی حکومت نبھاتی ہے۔ اسے مرکزی حکومت یا وفاقی حکومت کہتے ہیں۔ وفاقی حکومت پورے ملک کا کاروبار سنبھالتی ہے۔

ہم جس علاقے یا ریاست میں رہتے ہیں اس ریاست کے حکومتی اُمور چلانے والی حکومت ریاستی حکومت کہلاتی ہے۔ 'ریاستی حکومت' ایک مخصوص ریاست کا نظامِ حکومت سنبھالتی ہے۔ مثلاً مہاراشٹر کی ریاستی حکومت۔

دو سطحوں پر آپسی تال میل کے ساتھ مختلف موضوعات پر قانون سازی کر کے حکومتی اُمور چلانے کے نظام کو وفاقی نظام کہتے ہیں۔

اختیارات کی تقسیم : وفاقی حکومت اور ریاستی حکومت کے درمیان دستور نے اختیارات کی تقسیم کی ہے۔ آئیے دیکھیں کہ اس تقسیم کے مطابق کن موضوعات کے اختیارات کسے حاصل ہیں۔

ہمارے دستور نے تین فہرستیں تیار کی ہیں جن میں مختلف موضوعات کو شامل کیا گیا ہے۔

پہلی فہرست کو مرکزی یا وفاقی فہرست کہا جاتا ہے۔ اس فہرست میں کل ۹۷ر موضوعات ہیں جن پر وفاقی حکومت قانون سازی کا اختیار رکھتی ہے۔ ریاستی اختیارات کی ریاستی فہرست میں کل ۶۶ر موضوعات ہیں جن پر ریاستی حکومت قانون سازی کرتی ہے۔ تیسری فہرست 'مشترکہ فہرست' ہے جس میں ۴۷ر موضوعات ہیں۔ ان میں موجود موضوعات پر دونوں حکومتوں یعنی وفاقی حکومت اور ریاستی حکومت کو قانون سازی کا اختیار ہے۔ ان تین فہرستوں میں درج موضوعات کے علاوہ کسی نئے موضوع پر قانون سازی کا اختیار وفاقی حکومت کو ہوتا ہے۔ اس اختیار کو 'خصوصی اختیار' کہا جاتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

بھارت کی وفاقی حکومت میں اختیارات کی تقسیم خصوصیات سے پُر ہے۔ وفاقی حکومت اور ریاستی حکومتوں کے لیے باہمی تعاون کے ذریعے ملک کی ترقی کرنا اسی وجہ سے ممکن ہوتا ہے۔ حکومتی اُمور میں شہریوں کی شمولیت اسی طریقے کی دین ہے۔

کون سے موضوعات کس کے پاس ہیں؟

۱۔ **وفاقی حکومت کے پاس موضوعات :** دفاع، خارجہ اُمور، جنگ اور امن، کرنسی، بین الاقوامی تجارت وغیرہ۔

۲۔ **ریاستی حکومتوں کے پاس موضوعات :** زراعت، نظم و نسق، مقامی انتظامیہ، صحت، جیل انتظامیہ وغیرہ۔

۳۔ **دونوں حکومتوں کے پاس مشترکہ موضوعات :** روزگار، ماحولیات، معاشیات اور سماجی منصوبہ بندی، انفرادی قانون سازی، تعلیم وغیرہ۔

مرکز کے زیرِ انتظام علاقے : بھارت میں ایک وفاقی

حکومت، ۲۹/ ریاستی حکومتیں اور ۷/ مرکز کے زیر انتظام علاقے ہیں۔ مرکز کے زیر انتظام علاقے وفاقی حکومت کے ماتحت ہوتے ہیں۔ نئی دہلی، دمن - دیو، پدوچیری، چندی گڑھ، دادرا-نگر حویلی، اندمان-نکوبار اور لکش دویپ مرکز کے زیر انتظام علاقے ہیں۔

آئیے، کر کے دیکھیں۔

شمال مشرق میں واقع ریاستوں کی فہرست بنائیے۔

ان ریاستوں کے صدر مقام کے مشہور شہر کون سے ہیں؟

پارلیمانی طرزِ حکومت : بھارت کے دستور نے حکومت کے لیے پارلیمانی طرز تجویز کیا ہے۔ پارلیمانی طرزِ حکومت میں پارلیمنٹ یعنی مجلسِ قانون ساز کو فیصلہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ بھارت کی پارلیمنٹ میں صدر جمہوریہ، لوک سبھا (ایوانِ زیریں) اور راجیہ سبھا (ایوانِ بالا) شامل ہیں۔ براہِ راست حکومتی امور چلانے والی وزرا کونسل کا انتخاب لوک سبھا سے کیا جاتا ہے۔ یہ وزرا کونسل لوک سبھا کو ہی جواب دہ ہوتی ہے۔ پارلیمانی طرزِ حکومت میں پارلیمنٹ میں ہونے والے مباحثے اور غور و خوض

کیا آپ جانتے ہیں؟

भारतीय रिज़र्व बैंक
RESERVE BANK OF INDIA
केंद्रीय सरकार द्वारा प्रत्याभूत
GUARANTEED BY THE CENTRAL GOVERNMENT
50
पचास रुपये
I PROMISE TO PAY THE BEARER THE SUM OF FIFTY RUPEES
GOVERNOR

رائج نوٹ

آپ نے رائج نوٹ دیکھے ہیں۔ ان پر 'بھارت سرکار' لکھا ہوا ہوتا ہے یعنی مرکزی حکومت کی جانب سے ضمانت مہیا کیا ہوا۔

پولیس کے کاندھوں پر لگے بِلّے (بیج) آپ نے دیکھے ہوں گے تو ان پر 'مہاراشٹر پولیس' لکھا ہوا دِکھائی دیتا ہے۔

'بھارتیہ ریل' اور 'مہاراشٹر راجیہ پری وہن مہامنڈل' بھی آپ نے پڑھا ہوگا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ملک میں دو سطحوں پر حکومت ہوتی ہے۔ ایک مرکزی حکومت اور دوسری ریاستی حکومت۔ مثلاً مہاراشٹر حکومت، کرناٹک حکومت وغیرہ۔

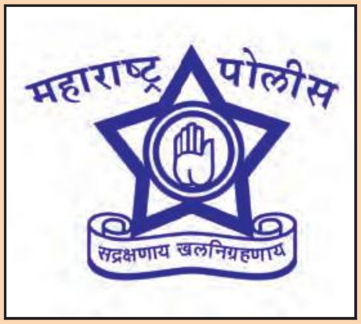
महाराष्ट्र पोलीस
सद्रक्षणाय खलनिग्रहणाय

مہاراشٹر پولیس کا نشانِ امتیاز

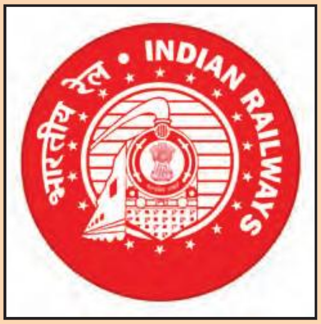
INDIAN RAILWAYS
भारतीय रेल

بھارتیہ ریل کا نشانِ امتیاز

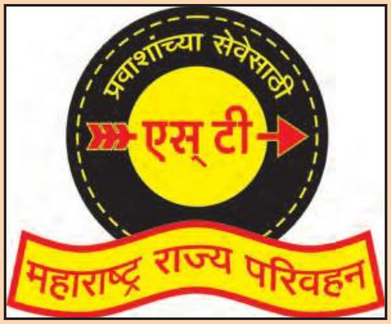
प्रवाशांच्या सेवेसाठी
एस् टी
महाराष्ट्र राज्य परिवहन

مہاراشٹر راجیہ پری وہن مہامنڈل کا نشانِ امتیاز

نہایت اہم ہوتے ہیں۔

آزاد عدلیہ : بھارت کے دستور نے آزادانہ نظامِ انصاف قائم کیا ہے۔ جب تنازعات آپسی بات چیت سے حل نہ ہوسکیں اس صورت میں لوگ انصاف حاصل کرنے کے لیے عدالت جاتے ہیں۔ عدالت دونوں فریقوں کی بات سن کر فیصلہ کرتی ہے۔ انصاف رسانی کا یہ کام نہایت غیر جانبداری کے ساتھ ہوتا ہے۔ عدالتوں پر کسی بھی قسم کا دباؤ نہ ہو اس لیے دستور میں عدلیہ کو زیادہ سے زیادہ آزادی فراہم کرنے کے لیے قوانین وضع کیے گئے ہیں۔ مثلاً ججوں کا تقرر حکومت نہیں بلکہ صدرِ جمہوریہ براہِ راست کرتے ہیں۔ ججوں کو آسانی کے ساتھ ان کے عہدے سے برطرف نہیں کیا جاسکتا۔

واحد شہریت : بھارت کے دستور نے ملک کے شہریوں کو واحد شہریت دی ہے یعنی 'بھارتی' شہریت

دستور میں تبدیلی کا طریقہ : دستور میں درج ترمیمات (شِقوں) میں حالات کے مطابق تبدیلی یا اصلاح کرنا ہوتی ہے۔ لیکن دستور میں بار بار تبدیلیاں کرنے سے عدم استحکام پیدا ہوسکتا

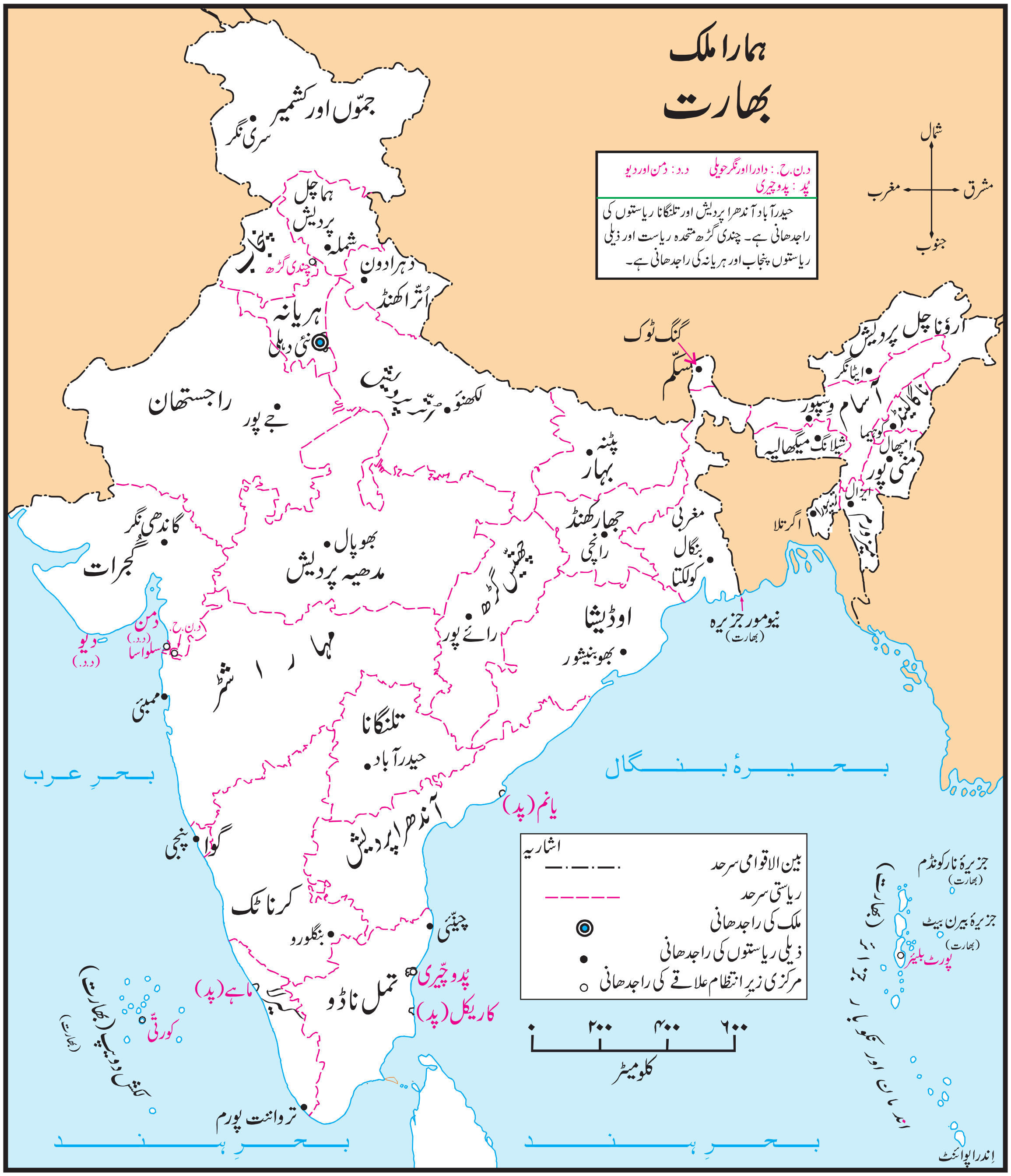
ہمارا ملک
بھارت
د.ن.ح. : دادرا اور نگر حویلی
د.د : دمن اور دیو
پد : پدوچیری
حیدرآباد آندھرا پردیش اور تلنگانا ریاستوں کی راجدھانی ہے۔ چنڈی گڑھ متحدہ ریاست اور ذیلی ریاستوں پنجاب اور ہریانہ کی راجدھانی ہے۔
شمال
مشرق
مغرب
جنوب
جموں اور کشمیر
سری نگر
ہماچل پردیش
شملہ
پنجاب
چنڈی گڑھ
دہرادون
اُترا کھنڈ
ہریانہ
نئی دہلی
راجستھان
جے پور
لکھنؤ
اُتر پردیش
گنگ ٹوک
سکم
اروناچل پردیش
ایٹانگر
آسام
دسپور
ناگالینڈ
کوہیما
شیلانگ
میگھالیہ
امپھال
منی پور
ایزاول
میزورم
اگرتلا
تری پورہ
پٹنہ
بہار
جھارکھنڈ
رانچی
مغربی بنگال
کولکتا
گاندھی نگر
گجرات
بھوپال
مدھیہ پردیش
چھتیس گڑھ
رائے پور
اوڈیشا
بھوبنیشور
نیومور جزیرہ (بھارت)
دمن (د.د.)
دیو (د.د.)
سلواسا
د.ن.ح.
ممبئی
مہاراشٹر
تلنگانا
حیدرآباد
بحرِ عرب
بحیرۂ بنگال
یانم (پد)
آندھرا پردیش
گوا
پنجی
کرناٹک
بنگلورو
چینئی
ماہے (پد)
پدوچیری
کاریکل (پد)
تمل ناڈو
کورتی
لکش دویپ (بھارت)
(بھارت)
ترواننت پورم
بحرِ ہند
بحرِ ہند
اشاریہ
بین الاقوامی سرحد
ریاستی سرحد
ملک کی راجدھانی
ذیلی ریاستوں کی راجدھانی
مرکزی زیرِ انتظام علاقے کی راجدھانی
۰
۲۰۰
۴۰۰
۶۰۰
کلومیٹر
جزیرۂ نارکونڈم (بھارت)
جزیرۂ بیرن بیٹ (بھارت)
پورٹ بلیئر
انڈمان اور نکوبار جزائر (بھارت)
اندرا پوائنٹ

ہے۔ اس لیے کسی بھی قسم کی تبدیلی یا ترمیم سے قبل اس پر غور و فکر کا ایک مکمل عمل دستور میں واضح کیا گیا ہے۔ دستور میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کرنا ہو تو اسی طریقے سے کرنا پڑتا ہے۔ دستور میں تبدیلی کا یہ عمل کئی خصوصیات کا حامل ہے۔ یہ نہ بہت مشکل ہے اور نہ ہی نہایت آسان۔ اس میں اہم تبدیلیوں اور اصلاحات کے لیے غور و فکر کی گنجائش فراہم کی گئی ہے۔ عام طور پر اس عمل میں اتنی لچک ہے کہ دستور میں اصلاح یا تبدیلی آسانی سے ہوسکتی ہے۔

تلاش کیجیے :

اب تک بھارت کے دستور میں کتنی مرتبہ اصلاح کی جا چکی ہے؟

الیکشن کمیشن (انتخابی ماموریہ) : الیکشن کمیشن سے متعلق آپ نے اخبارات میں پڑھا ہی ہوگا۔ بھارت چونکہ ایک جمہوری ملک ہے اس لیے عوام کو ایک مخصوص مدت کے بعد دوبارہ اپنے نمائندے منتخب کرنا ہوتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے انتخابات منعقد کیے جاتے ہیں۔ ان انتخابات کا انعقاد کھلے اور آزادانہ ماحول میں ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اسی وقت شہری اپنے پسندیدہ نمائندے کو کسی دباؤ کے بغیر منتخب کر سکتے ہیں۔ اگر حکومت انتخابات کا انعقاد کرتی ہے تو آزادانہ اور کھلے ماحول کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ اس لیے ہمارے دستور نے انتخابات منعقد کروانے کی ذمہ داری ایک آزاد ادارے کو سونپی ہے جسے الیکشن کمیشن کہا جاتا ہے۔ اہم انتخابات کے انعقاد کی ذمہ داری الیکشن کمیشن پر ہی ہوتی ہے۔

بتائیے تو بھلا!

ہمارے موجودہ الیکشن کمشنر کون ہیں؟ انتخابات کا ضابطۂ اخلاق کسے کہتے ہیں؟ حلقۂ رائے دہی سے کیا مراد ہے؟

ہمارے دستور کی بہت سی خصوصیات ہیں۔ اس سبق میں ہم نے کچھ اہم خصوصیات کا مطالعہ کیا ہے۔ بنیادی حقوق سے متعلق تفصیلی قانون سازی بھی ہمارے دستور کی اہم خصوصیت ہے۔ ہم اگلے سبق میں اسی خصوصیت کا مطالعہ کریں گے۔

مشق

(۱) وفاقی نظام کے مطابق اختیارات کی تقسیم کس طرح کی گئی ہے؟ اس کی فہرست ذیل کی جدول میں مکمل کیجیے۔

وفاقی حکومت	ریاستی حکومت	دونوں حکومتوں کے پاس مشترکہ موضوعات
۱۔	۱۔	۱۔ ....
۲۔	۲۔	۲۔ ....
۳۔	۳۔	۳۔ ....

(۲) مناسب الفاظ لکھیے :

۱۔ پورے ملک کے حکومتی اُمور چلانے والا نظام : ....

۲۔ دو فہرستوں کے علاوہ دیگر فہرست ....

۳۔ انتخابات کا انعقاد کرانے والا ادارہ ....

(۳) آئیے، لکھیں :

۱۔ وفاقی نظام میں دو سطحوں پر حکومت ہوتی ہے۔

۲۔ خصوصی اختیار سے کیا مراد ہے؟

۳۔ دستور نے عدلیہ کو آزاد اور غیر جانب دار رکھا ہے۔

(۴) آزاد عدلیہ کے فائدے اور نقصانات پر اپنی جماعت میں مباحثہ منعقد کیجیے۔

(۵) الکٹرانک ووٹنگ مشین (EVM) کے استعمال کے فائدوں کے باب میں معلومات حاصل کیجیے۔

سرگرمی :

اپنی جماعت میں الیکشن کمیشن قائم کیجیے اور اس الیکشن کمیشن کی رہنمائی میں جماعت کے انتخابات کا انعقاد کیجیے۔

* * *

۴۔ بنیادی حقوق - حصّہ ۱

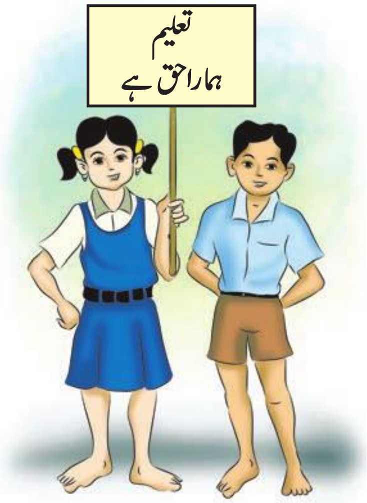

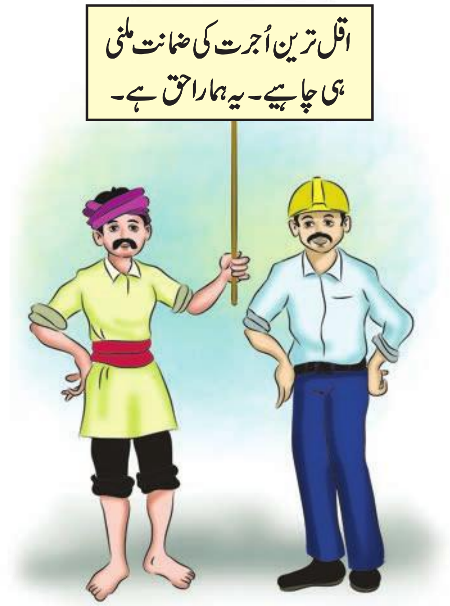
اقل ترین اُجرت کی ضمانت ملنی ہی چاہیے۔ یہ ہمارا حق ہے۔

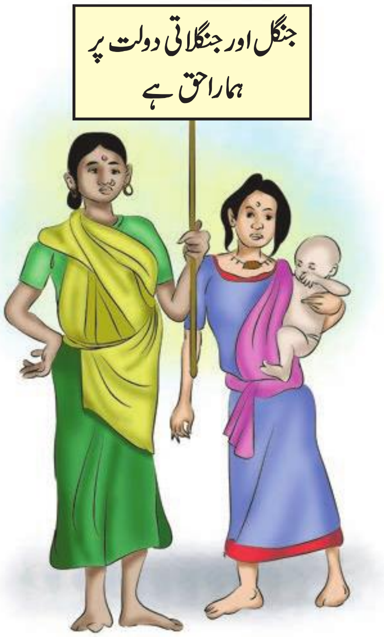
جنگل اور جنگلاتی دولت پر ہمارا حق ہے

آ ئیے تلاش کریں۔

آپ بچوں کے حقوق کے بارے میں جانتے ہی ہیں۔ کیا آپ ان کے دو اہم حقوق بتا سکتے ہیں؟

- ہم خواتین کے حقوق، ادی واسیوں کے حقوق، کسانوں کے حقوق جیسے الفاظ سے بھی واقف ہیں۔ ان حقوق کے بارے میں ہم سب کے سامنے کچھ سوال پیدا ہوتے ہیں۔
- حقوق کا استعمال کیا ہوتا ہے؟ یہ حقوق کون دیتا ہے؟
- کیا حقوق ختم کیے جا سکتے ہیں؟
- اگر ایسا ہوا تو اس کے خلاف کہاں سے انصاف حاصل کیا جا سکتا ہے؟

اخبارات میں یا دیگر مقامات پر آپ نے اس طرح کی تختیاں دیکھی ہوں گی۔ کسی مورچے میں کچھ مطالبات کیے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ ہمارے حقوق ہیں۔

ہمیں پیدائشی طور پر حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ پیدا ہونے والے ہر بچے کو زندہ رہنے کا حق ہوتا ہے۔ پورا سماج اور حکومت اس کی اچھی صحت کے لیے کوشش کرتی ہے۔ انسان تبھی اپنی خوبیوں اور صلاحیتوں کو فروغ دے سکتا ہے جب ناانصافی، استحصال، تفریق اور محرومی سے اسے محفوظ رکھا جائے۔

خودکی اور پورے سماج کی ترقی کے لیے سازگار ماحول اور کچھ مطالبات کرنا اور ان کو حاصل کرنے کے لیے اصرار کرنے سے مراد حق مانگنا ہے۔ ہمارے دستور نے سازگار ماحول تیار کرنے کے لیے بھارت کے تمام شہریوں کو یکساں حقوق دیے

ہیں۔ یہ حقوق بنیادی حقوق کہلاتے ہیں۔ دستور میں درج ہونے کی وجہ سے ان حقوق کو قانون کا درجہ حاصل ہے۔ ان حقوق کی پابندی سب پر لازم ہے۔

تصوّر کیجیے اور لکھیے:

کتا، بلی، گائے، بھینس اور بکری جیسے جانور پالتو ہوتے ہیں۔ لوگ ان سے محبت کرتے ہیں اور ان کا بہت خیال رکھتے ہیں۔

اگر یہ جانور بول سکتے تو یہ لوگوں سے کون سے حقوق مانگتے؟

دستور میں درج ہمارے حقوق: ہمارے دستور میں بھارتی شہریوں کے حقوق درج ہیں۔ آیئے دیکھیں یہ حقوق کون سے ہیں۔

مُساوات کا حق : مساوات کے حق کے مطابق حکومت اپنے شہریوں سے اعلیٰ و ادنیٰ، اونچ نیچ، مرد و زن جیسی تفریق نہیں کرسکتی۔ قانون سب کے لیے یکساں ہوتا ہے۔ بہت سے قانون ایسے ہیں جو ہمیں تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ مثلاً بغیر تفتیش کیے ہمیں گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ ایسا تحفّظ فراہم کرتے وقت بھی حکومت تفریق نہیں کرسکتی۔

آیئے بحث کریں۔

تمام لوگوں کو قانون کے مطابق یکساں ماننے اور انھیں یکساں تحفّظ فراہم کرنے کے کیا کیا فائدے ہیں؟

مساوات کے حق میں کون کون سی باتیں شامل ہیں؟

سرکاری ملازمت دیتے ہوئے حکومت شہریوں کے ساتھ ذات، مذہب، جنس اور جائے پیدائش وغیرہ کی بنیاد پر تفریق نہیں کرسکتی۔ ہمارے ملک میں قانون سازی کے ذریعے چھوت چھات کی صدیوں پرانی روایت کو ختم کیا گیا ہے۔ چھوت چھات کو جرم مانا جاتا ہے۔ بھارتی سماج میں مساوات پیدا کرنے کے لیے اس غیرانسانی روایت کو ختم کیا گیا ہے۔ لوگوں میں اعلیٰ اور ادنیٰ کی تمیز کرنے والے خطابات پر دستور نے پابندی عائد کردی ہے مثلاً راجا، مہاراجا، رائے بہادر، خان بہادر وغیرہ۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

حکومت شہریوں کو عدم مساوات پر مبنی سماج کو تقسیم کرنے والے اور لوگوں میں تفریق کرنے والے خطابات نہیں دے سکتی لیکن مختلف شعبوں میں قابلِ فخر کارنامے انجام دینے والے شہریوں کو پدم شری، پدم بھوشن، پدم وِبھوشن جیسے اعزازات سے نواز سکتی ہے۔ بھارت رتن ہمارے ملک کا اعلیٰ ترین شہری اعزاز ہے۔

دفاعی فوج میں کارناموں کے لیے پرم ویر چکر، اشوک چکر، شوریہ چکر جیسے اعزازات دیے جاتے ہیں۔

ان اعزازات کی وجہ سے اعزاز یافتہ شہریوں کو کوئی خصوصی اختیارات یا حقوق نہیں ملتے بلکہ ان کے کارناموں کو ان اعزازات کے ذریعے سراہا جاتا ہے۔

آزادی کا حق :

ہمارے دستور کے ذریعے دیا گیا یہ سب سے اہم حق ہے۔ جو شہریوں کے لیے لازمی آزادی کی ضمانت دیتا ہے۔ بحیثیت شہری ہمیں ...

- تقریر اور اظہار کی آزادی حاصل ہے۔
- پُرامن طریقے سے جمع ہونے اور اجلاس منعقد کرنے کی آزادی حاصل ہے۔
- اِدارے اور تنظیمیں قائم کرنے کی آزادی حاصل ہے۔
- بھارت کے کسی بھی علاقے میں آمد و رفت کی آزادی حاصل ہے۔
- بھارت کے کسی بھی علاقے میں کاروبار کرنے کی آزادی حاصل ہے۔
- اپنی پسند کا کاروبار اور پیشہ اختیار کرنے کی آزادی حاصل ہے۔

آئیے کرکے دیکھیں۔

الف، ب اور ج کے کیے ہوئے کچھ کام ذیل میں دیے ہوئے ہیں۔ مندرجہ بالا آزادی کے حقوق کی کن اقسام سے آپ انھیں جوڑیں گے؟ بتائیے۔

'الف' نے ادی واسیوں کے مسائل حل کرنے کے لیے 'ادی واسی تعاون منچ' قائم کیا۔

'ب' نے اپنے والد کی بیکری کے کاروبار کو گوا سے مہاراشٹر لانے کا فیصلہ کیا۔

'ج' نے حکومت کی ٹیکس سے متعلق نئی پالیسیوں میں خامیوں سے آگاہ کروایا۔ اس تعلق سے اس نے ایک مضمون لکھ کر اخبار کو روانہ کیا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ہمارے دستور نے ہمیں بہت سے حقوق دیے ہیں لیکن ہم ان حقوق کا استعمال غیر ذمہ دارانہ طریقے سے نہیں کرسکتے۔ اپنے حقوق کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس سے دوسروں کا نقصان نہ ہو۔ ہمیں بولنے کا حق حاصل ہے لیکن ہم اشتعال پھیلانے والی تحریر یا تقریر نہیں کرسکتے۔

دستور نے ہمیں آزادی کے حق کے نام پر صرف گھومنے پھرنے یا بولنے اور لکھنے کا ہی حق نہیں دیا بلکہ ہم محفوظ رہیں اس بات کے لیے تحفظ بھی فراہم کیا ہے۔ قانون کا یہ تحفظ یکساں طور پر سب کو دیا گیا ہے۔ مثلاً ہمیں زندہ رہنے کا حق حاصل ہے۔ سطحی طور پر یہ بات آسان لگتی ہے لیکن اس میں گہرا مفہوم پوشیدہ ہے۔ اس سے مراد زندہ رہنے کی ضمانت ملنا اور زندہ رہنے کے لیے سازگار ماحول کی فراہمی ہے۔ کوئی بھی شخص کسی دوسرے کی جان نہیں لے سکتا۔ بغیر کسی جائز وجہ کے کسی بھی شخص کو گرفتار یا نظر بند نہیں رکھا جاسکتا۔ آزادی کے حق میں اب تعلیم کے حق کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔ ۶ سے ۱۴/ سال کی عمر کے سبھی لڑکے لڑکیوں کو تعلیم حاصل کرنے کا بنیادی حق حاصل ہے۔ اس حق کی وجہ سے کوئی بھی تعلیم سے محروم نہیں رہ سکتا۔

آئیے، غور کریں۔

جان نہ لینے کے حق کے تحت کچھ ذیلی حقوق بھی آتے ہیں جیسے کسی شخص کو ایک ہی جرم میں دو مرتبہ سزا نہیں دی جاسکتی۔ کسی بھی شخص کو سزا دینے سے پہلے اس پر لگائے ہوئے الزامات کو ثابت کرنا ہوتا ہے۔ یہ کام عدالت کرتی ہے۔ الزام سے متعلق ثبوت جمع کرنا اور عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کا کام پولیس کرتی ہے۔ ''میں نے جرم کیا ہے۔'' بولنے والے شخص کو فوراً سزا نہیں ہوجاتی۔ اس شخص پر لگے الزامات کو بھی ثابت کرنا پڑتا ہے۔ اس عدالتی عمل میں وقت لگتا ہے لیکن کسی بے گناہ شخص کو سزا نہ ہونے دینے کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے۔

استحصال کی مخالفت کا حق:

استحصال روکنے کے لیے استحصال کا شکار نہ ہونے دینے اور اپنا استحصال نہ ہونے دینے کا حق یعنی استحصال کی مخالفت کا حق۔

دستور نے جہاں ایک طرف استحصال کی مخالفت کے حق کے ذریعے استحصال کی تمام شکلوں پر پابندی عائد کی ہے وہیں دوسری جانب بچوں کا استحصال روکنے کے لیے خصوصی قانون بنائے ہیں۔ اس قانون کے مطابق ۱۴/ برس سے کم عمر کے بچوں کو خطرے کی جگہ پر کام کروانے سے منع کیا گیا ہے۔ کارخانوں اور کانوں جیسے مقامات پر بچوں سے کام لینے پر بھی پابندی عائد ہے۔

بندھوا مزدوری یا کسی شخص کی مرضی کے خلاف اس سے سخت کام لینا، کسی شخص سے اپنے غلام جیسا سلوک کرنا، اسے مناسب اُجرت نہ دینا، اس سے سخت محنت لینا، اسے فاقہ کروانا یا اس پر زبردستی کرنا استحصال کی مختلف شکلیں ہیں۔ استحصال عام طور پر خواتین، بچوں، سماج کے کمزور طبقات اور بے اختیار و بے بس

لوگوں کا ہوتا ہے۔ استحصال کسی بھی قسم کا ہو، شہریوں کو اس کے خلاف اُٹھ کھڑا ہونے کا حق حاصل ہے۔

آئیے بحث کریں!

استحصال کو روکنے اور ہر شخص کو اپنی آزادی سے فائدہ اُٹھانے کے لیے حکومت نے قانون بنائے ہیں۔ یہاں کچھ قوانین کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایسے مزید قوانین کون سے ہیں؟ تلاش کر کے ان پر بحث کیجیے۔

- اقل ترین اُجرت کا قانون - کارخانوں میں کام کے اوقات، آرام کا وقفہ وغیرہ کے تعلق سے قانون۔
- خواتین کو گھریلو تشدد کے خلاف تحفّظ فراہم کرنے والا قانون۔

آئیے بحث کریں!

- یہاں بچہ مزدور کام نہیں کرتے۔
- یہاں مزدوروں کو روز اُجرت دی جاتی ہے۔

ہم کئی دکانوں میں ایسی تختیاں دیکھتے ہیں۔ ان تختیوں اور دستور میں درج حقوق میں کیا تعلق ہے؟

ہم نے بھارت کے دستور میں دیے ہوئے مساوات، آزادی اور استحصال کی مخالفت کے حقوق کا مطالعہ کیا ہے۔ اگلے سبق میں ہم مزید کچھ اہم حقوق کا مطالعہ کریں گے۔

مشق

(۱) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے:

۱۔ بنیادی حقوق سے کیا مراد ہے؟

۲۔ مختلف شعبوں میں قابلِ فخر کارنامے انجام دینے والے افراد یا شہریوں کو حکومت کی جانب سے کون سے اعزازات سے نوازا جاتا ہے؟

۳۔ چودہ برس سے کم عمر کے بچوں سے خطرے کی جگہ پر کام کروانے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟

۴۔ دستور نے بھارت کے تمام شہریوں کو یکساں حقوق کیوں دیے ہیں؟

(۲) ’آزادی کا حق‘ اس موضوع پر ایک تصویری البم تیار کیجیے۔

(۳) مندرجہ ذیل جملے صحیح کر کے دوبارہ لکھیے:

۱۔ کسی بھی شخص کو پیدائشی طور پر حقوق حاصل نہیں ہوتے۔

۲۔ سرکاری ملازمت میں حکومت آپ کے ساتھ مذہب، ذات، جنس اور جائے پیدائش کی بنیاد پر تفریق کرتے ہوئے ملازمت دینے سے انکار کر سکتی ہے۔

(۴) مندرجہ ذیل تصوراتی خاکے کو مکمل کیجیے:

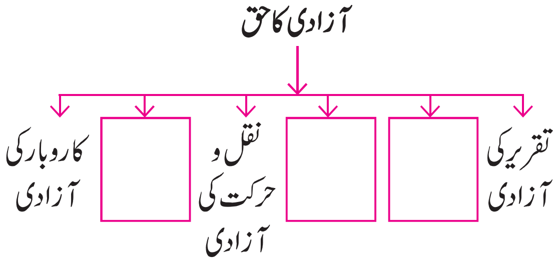

سرگرمی:

۱۔ حق معلومات، حق تعلیم جیسے کچھ اہم حقوق سے متعلق اخبارات میں شائع خبروں کا ذخیرہ کیجیے۔

۲۔ آپ کے نزدیک کسی زیرِ تعمیر عمارت میں اگر بچہ مزدور کام کرتے ہوئے پائے جائیں تو ان سے اور ان کے والدین سے بات چیت کر کے ان کے مسائل جاننے کی کوشش کیجیے اور اس مسئلے کو اپنی جماعت میں پیش کیجیے۔

***

۵۔ بنیادی حقوق - حصہ ۲

گزشتہ سبق میں ہم نے بھارت کے دستور میں درج شہریوں کے چند بنیادی حقوق کا مطالعہ کیا۔ مساوات، آزادی اور استحصال کی مخالفت کے حقوق کے بارے میں معلومات حاصل کی۔ اس سبق میں ہم مذہبی آزادی کا حق اور ثقافتی و تعلیمی حقوق کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔ اسی طرح ہم بنیادی حقوق کے عدالتی تحفّظ کے بارے میں بھی جانیں گے۔

مذہبی آزادی کا حق : آپ جانتے ہی ہیں کہ بھارت دنیا کا ایک اہم سیکولر یعنی غیر مذہبی ملک ہے۔ ہم نے پچھلی جماعتوں میں بھی یہ پڑھا ہے لیکن شاید آپ یہ جاننے کے لیے بے تاب ہوں گے کہ بھارت کے دستور میں مذہبی آزادی سے متعلق کیا درج ہے۔ مذہبی آزادی کے حق کے مطابق ہر شہری کو اپنے پسندیدہ مذہب اور عقیدے پر عمل کرنے اور مذہبی کاموں کے لیے تنظیم قائم کرنے کا حق حاصل ہے۔

مذہبی آزادی کے حق کو مزید وسعت دینے کے لیے دستور نے دو باتوں کی اجازت نہیں دی ہے۔

۱۔ حکومت عوام پر ایسا ٹیکس عائد نہیں کرسکتی جس کا استعمال مذہب کو فروغ دینے کے لیے کیا جاتا ہو۔ یعنی مذہبی ٹیکس عائد کرنے پر پابندی ہے۔

۲۔ حکومت سے معاشی مدد حاصل کرنے والے تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیم کی سختی نہیں کی جاسکتی۔

ثقافتی اور تعلیمی حقوق : تہوار اور تقاریب، غذا اور طرزِ حیات سے متعلق ہمارے ملک میں بہت رنگارنگی پائی جاتی ہے۔ آپ نے شادیوں کی تقریبات میں اس رنگارنگی کا مشاہدہ کیا ہی ہوگا۔ یہ ساری باتیں عوامی جماعتوں کی ثقافت کا حصہ ہوتی ہیں۔ ہمارے دستور نے مختلف عوامی جماعتوں کو اپنی ثقافت کے تحفّظ کا حق دیا ہے۔ اس حق کے تحت وہ اپنی زبان، رسم الخط اور ادب کے تحفّظ کے علاوہ اس کے فروغ کے لیے کوششیں بھی کرسکتے ہیں۔ زبان کے فروغ کے لیے ادارے بھی قائم کرسکتے ہیں۔

تلاش کیجیے اور بحث کیجیے :

- ہمارے دستور نے کتنی زبانوں کی توثیق کی ہے؟
- اُردو زبان کے فروغ اور ارتقا کے لیے مہاراشٹر حکومت نے کون سے اِدارے قائم کیے ہیں؟

آیئے بحث کریں !

کیا آپ کو ایسا لگتا ہے کہ مہاراشٹر میں حکومت اور عدالت کے سارے کام کاج مراٹھی میں انجام دیے جائیں؟ اس کے لیے کیا کرنا ہوگا؟

دستوری حل کا حق : حقوق کی خلاف ورزی کی صورت میں عدالت سے انصاف حاصل کرنے کا حق بھی شہریوں کا بنیادی حق ہے۔ اسے دستوری حل کا حق کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حق تلفی کی صورت میں عدالت سے فریاد کرنے کا حق بھی ہمیں دستور نے قانونی شکل میں فراہم کیا ہے۔ جس کے مطابق عدالت پر بھی ان حقوق کے تحفّظ کی پابندی عائد ہوتی ہے۔

کبھی کبھی ہمارے دستوری حقوق پر ڈاکا ڈالا جاسکتا ہے اور ہم اپنے حقوق کا استعمال نہیں کرپاتے۔ ایسی صورتِ حال کو حقوق کی خلاف ورزی کہا جاتا ہے۔ حقوق کی خلاف ورزی کی ہماری درخواست پر عدالت غور کرکے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ حقیقت میں کسی شخص کے حقوق کی خلاف ورزی یا اس کے ساتھ ناانصافی کی صورت میں عدالت اپنا فیصلہ سناتی ہے۔

حقوق کی خلاف ورزی سے متعلق عدالت کے احکام :

شہریوں کے حقوق کے تحفظ کی خاطر عدالت کو مختلف احکامات جاری کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

حقوق کی خلاف ورزی کی چند اقسام:

- بغیر کسی وجہ کے کسی شخص کو گرفتار کرنا۔
- بغیر کسی مناسب وجہ کے کسی شخص کو گاؤں یا شہر سے باہر جانے پر پابندی عائد کرنا۔
- جیل میں بند قیدیوں کو کھانے پینے اور علاج معالجے کی سہولت مہیا نہ کرنا۔

۱۔ **شخصی پیشی** (Habeas corpus) : غیر قانونی گرفتاری یا نظر بندی سے تحفّظ۔

۲۔ **مینڈامس** (Mandamus) : عوامی مفاد میں کسی فریضے کو انجام دینے سے متعلق حکومت کو عدالت کا قانونی پروانہ۔

۳۔ **ممانعت (حکمِ امتناع)** (Prohibition) : ماتحت عدالت کو اس کے دائرہ اختیار سے باہر نہ جانے سے متعلق عدالتی حکم (امتناعی)۔

۴۔ **پرسشِ اختیار** (Quo warranto) : کسی سرکاری افسر نے کسی کام کو اپنے کس اختیار کے تحت انجام دیا، اس سے جواب طلبی کا عدالتی حکم۔

۵۔ **مسل طلبی** (Certiorari) : ماتحت عدالت کے فیصلے کو منسوخ کر کے اعلیٰ عدالت میں مقدمہ داخل کرنے سے متعلق عدالتی حکم۔

بنیادی حقوق کو چونکہ عدالتی تحفظ حاصل ہے اس لیے شہری اپنے حقوق کا مناسب استعمال کر سکتے ہیں اور ایک بیدار، ذمہ دار اور فعال شہری کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری نبھا سکتے ہیں۔

بنیادی حقوق کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں اپنے فرائض کا بھی علم ہونا چاہیے۔ ہم اگلے سبق میں اپنے فرائض کا مطالعہ کریں گے۔

سرکاری افسر کا یہ ردّعمل مناسب ہے یا نا مناسب؟

بے سہاروں کے لیے سرکاری اسکیم کا فائدہ اُٹھانے کے لیے ایک خاتون نے تمام ضروری کاغذات پیش کیے لیکن افسر نے یہ کہہ کر اس کی درخواست مسترد کردی کہ ”تم بے سہارا نہیں لگتی ہو۔“

افسر کی یہ حرکت مناسب ہے یا نا مناسب؟

کیا آپ کو لگتا ہے کہ اس واقعے کے ذریعے اس خاتون کے حق کی خلاف ورزی ہوئی ہے؟ اپنے حقوق کی خلاف ورزی سے متعلق اسے کہاں فریاد کرنا چاہیے؟

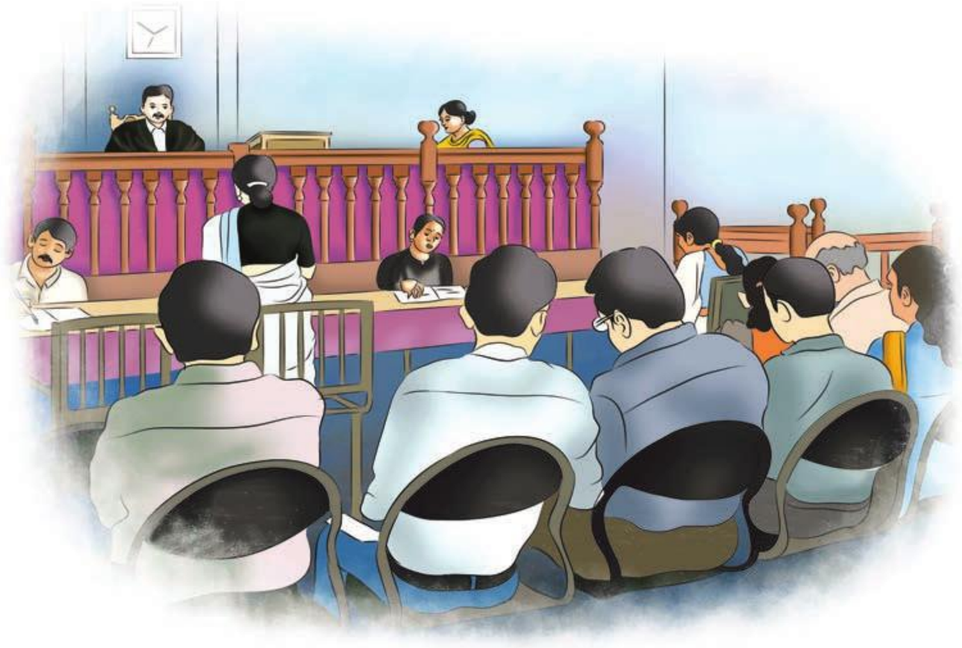

عدالتی کام کاج

مشق

(۱) آیئے، لکھیں:

۱۔ مذہبی ٹیکس لگانے پر دستور نے پابندی عائد کی ہے۔

۲۔ دستوری حل کا حق سے کیا مراد ہے؟

(۲) مناسب لفظ لکھیے:

۱۔ غیر قانونی گرفتاری اور نظر بندی سے تحفظ ....

۲۔ سرکاری افسر نے کسی کام کو اپنے اختیار کے تحت انجام دیا ہے اس سے جواب طلبی کا عدالتی حکم ....

۳۔ عوامی مفاد میں فریضے کو انجام دینے سے متعلق حکومت کو عدالت کا قانونی پروانہ ....

۴۔ ماتحت عدالت کو اپنے دائرۂ اختیار سے باہر نہ جانے سے متعلق عدالتی حکمِ امتناع ....

(۳) وجہ بتائیے کہ ہم ایسا کیوں کر سکتے ہیں:

۱۔ تمام بھارتی شہری اپنے تہوار منا سکتے ہیں کیونکہ..........

۲۔ میں اُردو زبان میں تعلیم حاصل کر سکتا ہوں کیونکہ..........

(۴) خالی جگہ میں کون سا لفظ لکھا جائے گا؟

۱۔ حکومت سے معاشی مدد حاصل کرنے والے تعلیمی اداروں میں ....تعلیم کی سختی نہیں کی جا سکتی۔

۲۔ .... ہماری درخواست پر غور کر کے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

سرگرمی:

اپنے اسکول میں کسی جج، وکیل، پولیس افسر سے ملاقات کی منصوبہ بندی کیجیے۔

***

٦۔ رہنما اُصول اور بنیادی فرائض

گزشتہ سبق میں ہم نے دستور میں درج حقوق کا مطالعہ کیا۔ ہم نے شہریوں کو حاصل بنیادی حقوق کو بھی سمجھ لیا۔ ہم نے یہ بھی سیکھا کہ بنیادی حقوق کو عدالتی تحفظ بھی حاصل ہوتا ہے۔ ہم نے اپنی ذاتی اور سماجی زندگی میں بنیادی حقوق کی اہمیت کو سمجھنے کی بھی کوشش کی۔ اسی کے مدنظر اب ہم رہنما اُصولوں کو سمجھیں گے۔

شہریوں کے بنیادی حقوق حکومت کے اختیارات پر پابندی عائد کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل فہرست کے مطالعے سے آپ حکومت کے اختیارات پر پابندی کا مفہوم سمجھ پائیں گے۔

- حکومت شہریوں کے ساتھ ذات، مذہب، نسل، زبان اور جنس کی بنیاد پر تفریق نہیں کرسکتی۔
- حکومت قانون کے سامنے سب کے یکساں ہونے اور قانون کے یکساں تحفظ سے انکار نہیں کرسکتی۔
- کسی بھی شخص سے اس کے زندہ رہنے کا حق چھینا نہیں جاسکتا۔
- حکومت مذہبی ٹیکس عائد نہیں کرسکتی۔

دستور نے کچھ تجاویز پیش کی ہیں جن سے اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ حکومت کو کیا کرنا چاہیے۔ ان تجاویز کا مقصد دستور کی تمہید میں درج مقاصد کی وضاحت کے تعلق سے رہنمائی کرنا ہے۔ اس لیے ان تجاویز کو 'رہنما اُصول' کہا جاتا ہے۔

'رہنما اصولوں' کو دستور میں کیوں شامل کیا گیا؟

ہمارے ملک کو آزادی کے فوراً بعد امن وامان، نظم وضبط اور سرکاری کام کاج کی سہولت کا مسئلہ درپیش تھا۔ غریبی، پسماندگی اور ناخواندگی کو دور کرنا تھا۔ قوم کی تعمیرِ نو کرنا تھی جس کے لیے نئی نئی پالیسیاں تیار کرنا اور ان کی عمل آوری ضروری تھی۔ عوام کی فلاح کا مقصد حاصل کرنا تھا۔ مختصر یہ کہ دستور نے رہنما اُصولوں کے ذریعے وضاحت کی ہے کہ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو کن موضوعات کو ترجیح دینا چاہیے اور عوامی فلاح کے لیے کون سی تدبیریں کرنا چاہیے۔

رہنما اُصولوں کو ریاستی پالیسیوں کی بنیاد بنایا گیا ہے۔ ہر رہنما اُصول میں حکومتی پالیسی کا ایک موضوع موجود ہے۔ اس موضوع کے لحاظ سے ہی نئی پالیسی تیار کرنے کی اُمید دستور سازوں نے ظاہر کی ہے۔ دستور ساز افراد جانتے تھے کہ اگر ان پالیسیوں کو بیک وقت نافذ العمل کیا گیا تو اس کے لیے بہت زیادہ مالی قوت درکار ہوگی۔ اس لیے انھوں نے رہنما اُصولوں کو شہریوں کے بنیادی حقوق کی طرح لازم نہیں کیا ہے۔ حکومت سے ان رہنما اُصولوں پر دھیرے دھیرے لیکن استقامت کے ساتھ عمل پیرا ہونے کی توقع کی گئی ہے۔

چند اہم رہنما اُصول :

- حکومت کی ذمہ داری ہے کہ تمام لوگوں کو روزگار کے وسائل مہیا کرے۔ اس سلسلے میں مرد وعورت میں تمیز نہ کی جائے۔
- عورتوں اور مردوں کو یکساں کام کے لیے یکساں تنخواہ دی جائے۔
- عوام کی صحت کی بہتری کے لیے تدابیر کی جائیں۔
- ماحولیات کا تحفظ کیا جائے۔
- قومی نقطۂ نظر سے اہم مقامات، یادگاریں، عمارتیں، آثارِ قدیمہ کی حفاظت کی جائے۔
- سماج کے کمزور طبقات کو خصوصی تحفّظ دیتے ہوئے انھیں ترقی کے مواقع فراہم کیے جائیں۔
- بوڑھوں، معذوروں اور بے روزگار شہریوں کو تحفّظ فراہم کیا جائے۔
- بھارت کے تمام شہریوں کے لیے یکساں شہری قانون تیار کیا جائے۔

بتائیے تو بھلا !

تنخواہ کے تعلق سے 'یکساں کام یکساں تنخواہ' کا رہنما اُصول موجود ہے۔ اس اُصول کے تحت کون سا دستوری مقصد حاصل ہوتا ہے؟

کیا کسی یکساں کام کے لیے عورتوں کو مردوں سے کم تنخواہ دیے جانے کے معاملات پائے جاتے ہیں؟

آئیے، کرکے دیکھیں۔

مندرجہ بالا رہنما اُصولوں کے علاوہ دیگر رہنما اُصول بتاتے ہیں کہ حکومت کو عوام کی فلاح کے لیے کیا کرنا چاہیے۔ ذیل میں چند موضوعات دیے ہوئے ہیں۔ ان سے متعلق رہنما اُصول اپنے استاد کی مدد سے تلاش کرکے لکھیے۔ مثلاً : خارجہ پالیسی – عالمی امن اور بھائی چارے کو ترجیح

(الف) لڑکیوں کی تعلیم – ....

(ب) فطری اور پُرمسرت ماحول میں بچے کی پرورش – ......

(ج) زرعی اصلاحات – ....

رہنما اُصول اور بنیادی حقوق ایک ہی سکے کے دو پہلو ہیں۔ بنیادی حقوق کی وجہ سے شہریوں کو لازمی آزادی ملتی ہے وہیں رہنما اُصول جمہوریت کے لیے موافق ماحول تیار کرتے ہیں۔ اگر حکومت کسی رہنما اُصول پر عمل پیرا نہیں ہوتی تو اس کے خلاف عدالت میں نہیں جا سکتے لیکن مختلف طریقوں سے حکومت پر دباؤ ڈال کر اس تعلق سے پالیسی بنانے کے لیے اصرار کیا جا سکتا ہے۔

آپ کے خیال میں حکومت کو طلبہ کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ اپنے مطالبات کی فہرست بنائیے۔ آپ کس طرح سمجھائیں گے کہ آپ کے مطالبات جائز ہیں؟

حکومت کی ان سہولتوں کی وجہ سے کون سی اصلاحات ہوسکتی ہیں؟

(الف) عوامی حمام خانے

(ب) صاف آب رسانی

(ج) بچوں کو ٹیکہ لگانا

بنیادی فرائض :

جمہوریت میں عوام پر دوہری ذمہ داری ہوتی ہے؛ ایک جانب انھیں اپنے دستوری حقوق کا شعور رکھنا ہوتا ہے اور حقوق پر ناجائز پابندیاں عائد نہ کی جائیں اس بات کا بھی خیال رکھنا ہوتا ہے تو دوسری جانب انھیں کچھ فرائض اور ذمہ داریاں بھی نبھانی ہوتی ہیں۔ تمام بھارتی شہریوں کی فلاح اور بہبود کے لیے بنیادی حقوق اور رہنما اُصولوں کے بارے میں قانون بنائے گئے ہیں۔ لیکن جب تک شہری اپنے بنیادی فرائض ادا نہ کریں تب تک حکومت کی اصلاحات کا فائدہ سب کو نہیں مل سکتا۔ مثلاً 'سوچھ بھارت مہم' کے تحت حکومت نے کئی اسکیمیں نافذ کیں لیکن لوگوں کو عوامی جگہوں پر گندگی کرنے والی عادتیں تبدیل کرنا ہوں گی۔ صفائی رکھنے کی ذمہ داری شہریوں ہی کی ہوتی ہے۔

بھارت کے شہریوں کو اپنے بنیادی فرائض سے واقف کروانے کے لیے ہی دستور میں بنیادی فرائض کو شامل کیا گیا ہے۔ بھارت کے شہریوں کے چند بنیادی فرائض حسبِ ذیل ہیں۔

- ہر شہری دستور کے مطابق زندگی گزارے۔ دستور کے مقاصد، قومی پرچم اور قومی گیت کا احترام کرے۔
- جدوجہدِ آزادی کی ترغیب دینے والے مقاصد پر عمل کرے۔
- ملک کی ہمہ جہتی، اتحاد اور ہمہ گیر حفاظت کے لیے کوشاں رہے۔
- اپنے ملک کی حفاظت کرے۔ ملک کی خدمت کرے۔
- ہر طرح کے اختلاف کو فراموش کرتے ہوئے یکجہتی کو فروغ

دے اور بھائی چارے کے جذبے کو پروان چڑھائے۔

عورتوں کی عزّتِ نفس کو نقصان پہنچانے والے امور سے پرہیز کرے۔

- اپنی ہمہ گیر تہذیب کی وراثت کی حفاظت کرے۔
- قدرتی ماحولیات کی حفاظت کرے۔ جانداروں کے تئیں ہمدردی کے جذبے کو فروغ دے۔
- سائنسی نظریہ، انسانیت اور تحقیقی (تخلیقی) اندازِ فکر کو پروان چڑھائے۔
- عوامی املاک کی حفاظت کرے۔ تشدد سے پرہیز کرے۔
- ملک کی ہمہ جہت ترقی کے لیے انفرادی اور اجتماعی کاموں میں اعلیٰ سطح پر ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کرے۔
- سرپرست اور والدین اپنے ۶ تا ۱۴ سال کی عمر کے بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کا بھرپور موقع دیں۔

فہرست بنائیے۔

- گھر میں آپ کون سے حق مانگتے ہیں اور کون سے فرائض ادا کرتے ہیں؟
- اسکول میں آپ کون سی ذمہ داریاں نباہتے ہیں؟ ان میں سے کون سی ذمہ داری آپ کو پسند نہیں ہے؟

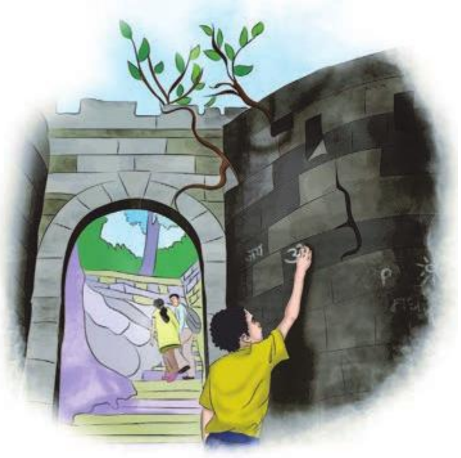

یادگاروں پر نام کریدنے والا لڑکا

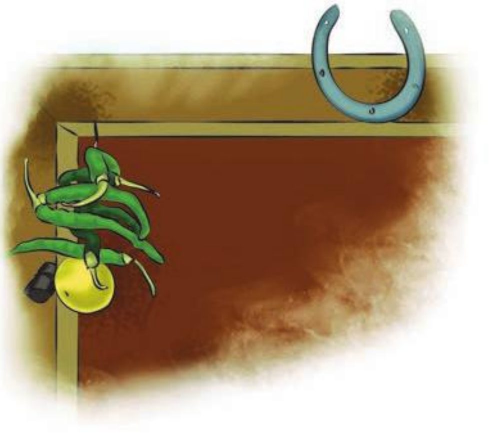

لیمو اور مرچی لٹکائے ہوئے

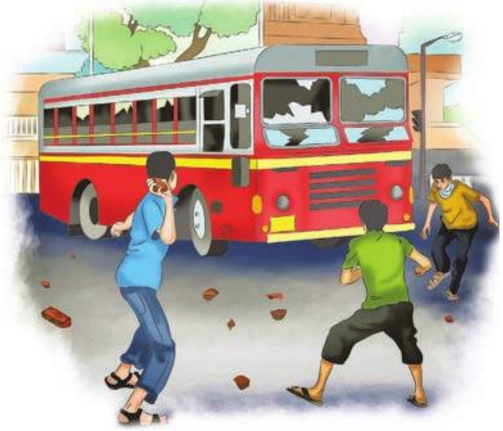

بس کی توڑ پھوڑ

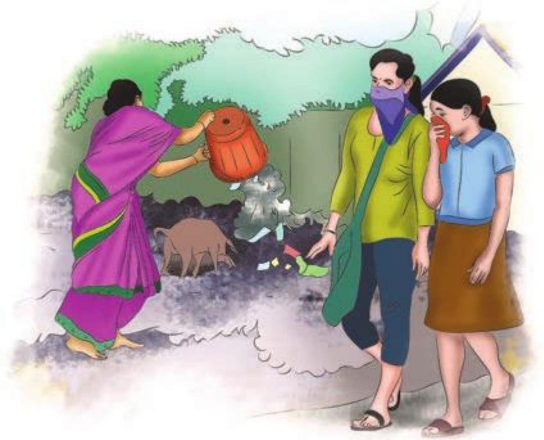

راستے پر کچرا ڈالنے والی عورت

ان تصویروں کو دیکھ کر کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کون سے فرائض ادا نہیں کیے جا رہے ہیں؟

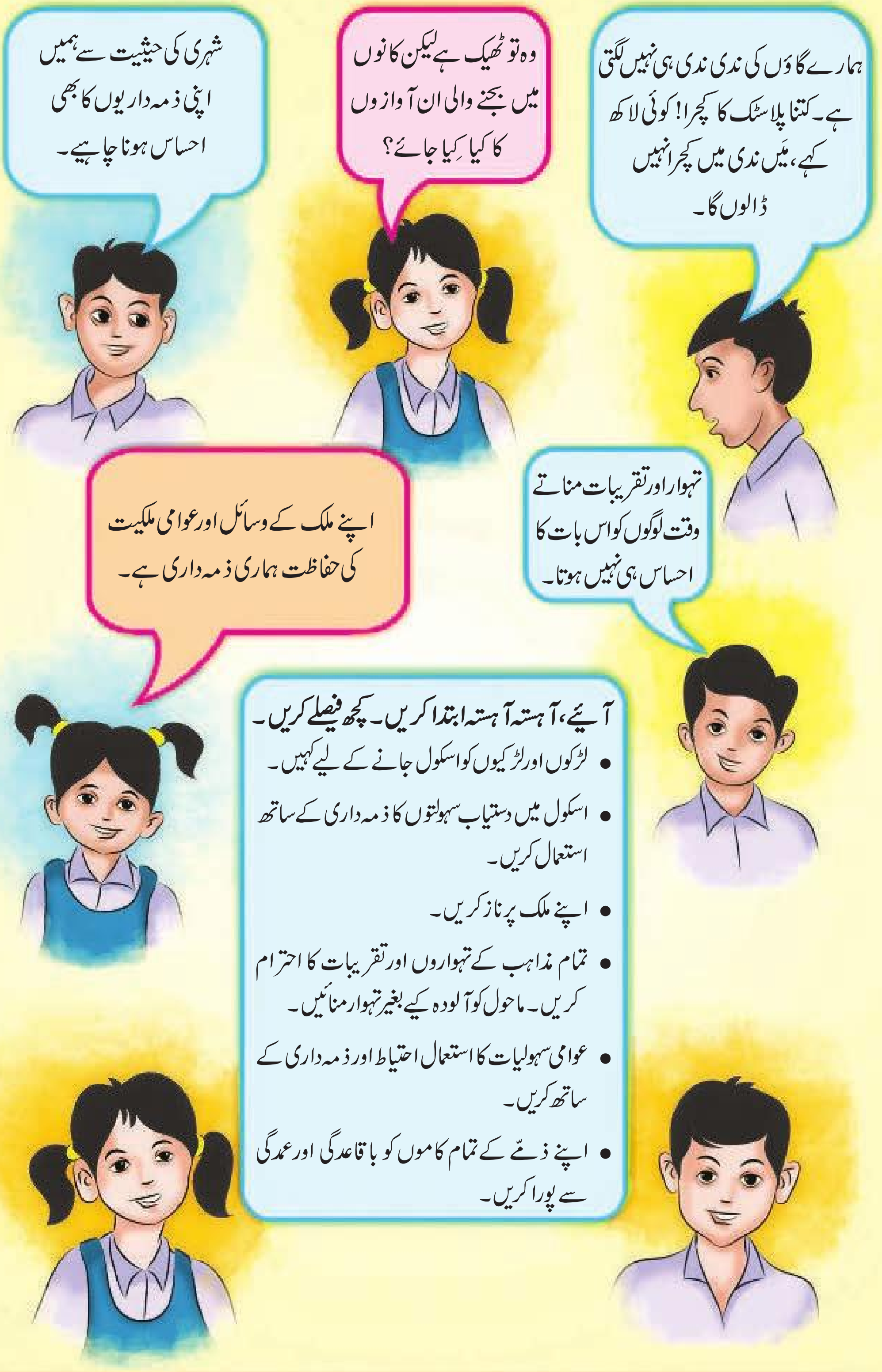
ہمارے گاؤں کی ندی ندی ہی نہیں لگتی ہے۔ کتنا پلاسٹک کا کچرا! کوئی لاکھ کہے، مَیں ندی میں کچرا نہیں ڈالوں گا۔
وہ تو ٹھیک ہے لیکن کانوں میں بجنے والی ان آوازوں کا کیا کِیا جائے؟
شہری کی حیثیت سے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا بھی احساس ہونا چاہیے۔
تہوار اور تقریبات مناتے وقت لوگوں کو اس بات کا احساس ہی نہیں ہوتا۔
اپنے ملک کے وسائل اور عوامی ملکیت کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے۔

آیئے، آہستہ آہستہ ابتدا کریں۔ کچھ فیصلے کریں۔

- لڑکوں اور لڑکیوں کو اسکول جانے کے لیے کہیں۔
- اسکول میں دستیاب سہولتوں کا ذمہ داری کے ساتھ استعمال کریں۔
- اپنے ملک پر ناز کریں۔
- تمام مذاہب کے تہواروں اور تقریبات کا احترام کریں۔ ماحول کو آلودہ کیے بغیر تہوار منائیں۔
- عوامی سہولیات کا استعمال احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ کریں۔
- اپنے ذمّے کے تمام کاموں کو باقاعدگی اور عمدگی سے پورا کریں۔

مندرجہ بالا مکالمات سے ہمیں کن فرائض کا علم ہوتا ہے؟ کیا حقوق اور فرائض میں کوئی تعلق پایا جاتا ہے؟ فرائض ادا کرنے سے کیا ہوتا ہے؟

آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟

٦ سے ١٤ سال کی عمر کے لڑکا - لڑکی کو بنیادی تعلیم کا حق حاصل ہے۔ اس عمر کے بچوں کا اسکول جانا ضروری ہے۔ اس کے باوجود کچھ لڑکے لڑکیاں مختلف وجوہات کی بنا پر اسکول نہیں جاتے۔ اپنے والدین کی مدد کرنے کے لیے انھیں کام کرنا پڑتا ہے۔ کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ اسکول نہ جانے والے ایسے بچوں کو اسکول جانے پر اصرار کرنا ان کے ساتھ ناانصافی کرنے جیسا ہے؟

اس کتاب کے ابتدائی اسباق میں ہم نے دستور کے مقاصد اور خصوصیات سے واقفیت حاصل کر لی ہے۔ بھارت کے شہریوں کے حقوق اور ان حقوق کے تحفّظ کے بارے میں بھی ہم نے معلومات حاصل کی۔ ہم نے اپنے بنیادی فرائض کو بھی سمجھا ہے۔ اگلے برس ہم اپنے ملک کے کام کاج کو کیسے چلایا جاتا ہے، اس کا مطالعہ کریں گے۔

مشق

(۱) مندرجہ ذیل میں حکومت پر عائد پابندیاں لکھیے :

● ....
● ....
● ....

(۲) مندرجہ ذیل بیانات پڑھ کر ان کے جواب ہاں یا نہیں میں لکھیے :

۱۔ اخبارات میں ملازمت کے اشتہارات میں مرد و خواتین سب کے لیے جگہ ہوتی ہے۔ ....
۲۔ ایک ہی کارخانے میں ایک ہی قسم کا کام کرنے والے مرد اور عورت کو الگ الگ تنخواہ ملتی ہے۔ ....
۳۔ حکومت کے ذریعے صحت عامہ کے لیے مختلف اسکیمیں عمل میں لائی جاتی ہیں۔ ....
۴۔ قومی لحاظ سے اہم عمارتوں اور یادگاروں کا تحفّظ کرنا چاہیے۔ ....

(۳) اسباب لکھیے :

۱۔ تاریخی عمارتوں، تعمیرات اور یادگاروں کا تحفّظ کرنا۔
۲۔ بزرگوں کے لیے پنشن اسکیم ہوتی ہے۔
۳۔ ٦ سے ١٤ سال کی عمر کے بچوں کو تعلیم کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔

(۴) صحیح یا غلط بتائیے۔ غلط بیان کو صحیح کر کے لکھیے :

۱۔ قومی پرچم کو زمین پر نہ گرنے دینا۔
۲۔ قومی گیت کے وقت ساودھان حالت میں کھڑے رہنا۔
۳۔ اپنی تاریخی عمارتوں پر اپنا نام لکھنا/کھودنا۔
۴۔ یکساں کام کے لیے مردوں کو عورتوں سے زیادہ تنخواہ دینا۔
۵۔ عوامی جگہوں کو صاف ستھرا رکھنا۔

(۵) آیئے، لکھیں :

۱۔ دستور میں درج چند رہنما اُصول درسی کتاب میں دیے ہوئے ہیں۔ وہ کون سے ہیں؟
۲۔ بھارت کے دستور میں رہنما اُصولوں کے تحت تمام شہریوں کے لیے یکساں شہری قانون کی بات کیوں کہی گئی ہوگی؟
۳۔ رہنما اُصول اور بنیادی حقوق کو ایک ہی سکّے کے دو پہلو کیوں کہا جاتا ہے؟

(٦) شہری ماحولیات کا تحفّظ کس طرح کر سکتے ہیں مثال کے ساتھ لکھیے۔

سرگرمی :

۱۔ تعلیم ہمارا بنیادی حق ہے لیکن اس سے متعلق ہمارے فرائض کیا ہیں؟ اس پر گروہ میں بحث کیجیے۔
۲۔ حکومت کو قومی اعتبار سے اہم عمارتوں اور یادگاروں کا تحفظ کرنا چاہیے۔ یہ رہنما اُصول ہے۔ قلعوں کی حفاظت کے لیے حکومت نے کیا اقدام کیے ہیں؟ ان کی فہرست بنائیے۔
۳۔ بچوں کی صحت و تندرستی کے لیے حکومت کون سی اسکیم چلاتی ہے۔ اس کے تعلق سے معلومات حاصل کیجیے۔

***

آٹھویں صدی سے اُنیسویں صدی کے اہم واقعات کا گوشوارہ

واقعات کو نیچے سے اوپر کی جانب پڑھتے جائیں۔

آٹھویں صدی	محمد بن قاسم کا سندھ پر حملہ راجپوت، گاہڑوال، پرمار خاندان گُرجر- پرتیہاروں کا اقتدار پال خاندان راشٹرکوٹ خاندان پانڈیہ خاندان
نویں صدی	شِلاہار خاندان چول خاندان
دسویں صدی	راجا جے پال- سبکتگین کے درمیان لڑائی
گیارہویں صدی	بھارت پر محمود غزنوی کا حملہ بھارت پر ترکوں کا حملہ ہوئیسل خاندان
بارہویں صدی	بھارت پر محمد غوری کا حملہ اور پرتھوی راج چوہان کے اقتدار کا خاتمہ یادو خاندان
تیرہویں صدی	وارکری فرقہ مہانو بھاو فرقہ خلجی سلاطین کا اقتدار بلبن، رضیہ سلطان، سلطان شمس الدین التمش کی حکومت، قطب الدین ایبک کی دہلی میں حکومت
چودہویں صدی	بہمنی حکومت کا قیام وجے نگر حکومت کا قیام دہلی پر تغلق کی حکومت، دارالحکومت کی دہلی سے دولت آباد اور دوبارہ دہلی منتقلی، بھارت پر تیمور لنگ کا حملہ
پندرہویں صدی	عادل شاہی، نظام شاہی، قطب شاہی، برید شاہی، عماد شاہی سلطنتیں
سولہویں صدی	شہنشاہ اکبر کی مہارانا پرتاپ، چاند بی بی، رانی درگاوتی سے لڑائیاں مغلیہ حکومت کا آغاز، بابر اور ہمایوں کا اقتدار دہلی پر سلاطین کی حکومت کا خاتمہ
سترہویں صدی	مہارانی تارابائی کی کارکردگی چھترپتی راجارام مہاراج چھترپتی سنبھاجی مہاراج چھترپتی شیواجی مہاراج کی تاجپوشی سوراج کا قیام چھترپتی شیواجی مہاراج کی کارکردگی مہاراشٹر میں قحط سالی مغلوں اور سکھوں کی لڑائی شہنشاہ اورنگ زیب شاہ جہاں جہانگیر
اٹھارہویں صدی	پیشوا باجی راؤ دوم کی کارکردگی سوراج سے سامراج تک سوائی مادھو راؤ نارائن راؤ مادھو راؤ اوّل پانی پت کی لڑائی نانا صاحب پیشوا مراٹھوں کے ہاتھوں پرتگالیوں کی شکست پیشوا باجی راؤ اوّل کی کارکردگی چھترپتی شاہو مہاراج کی کارکردگی
اُنیسویں صدی	انگریزوں کے ہاتھوں مراٹھوں کی شکست

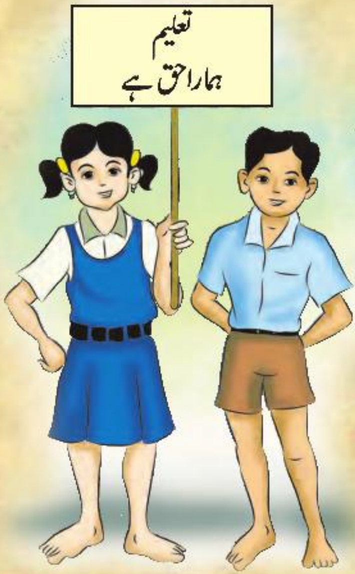
تعلیم
ہمارا حق ہے

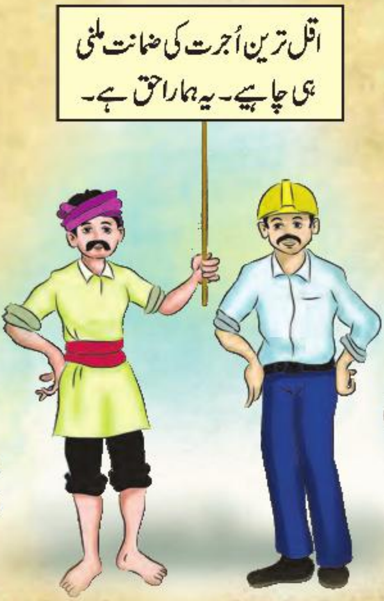
اقل ترین اُجرت کی ضمانت ملنی
ہی چاہیے۔ یہ ہمارا حق ہے۔

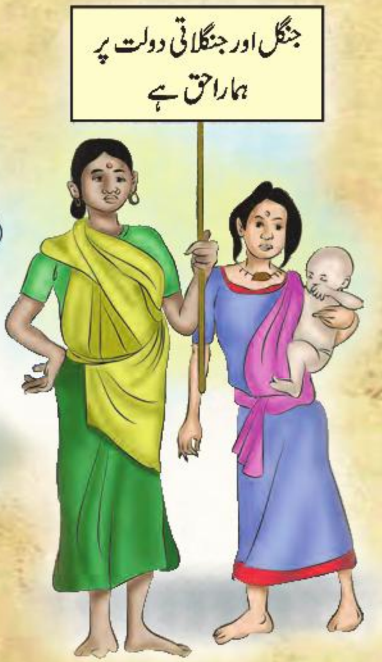
جنگل اور جنگلاتی دولت پر
ہمارا حق ہے

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ

इतिहास व नागरिकशास्त्र (उर्दू) इ. ७वी

₹ 40.00